



باب سوم (الف)

عقیدہ توحید

عقیدہ توحید

عقیدہ کا لفظی معنی و مفہوم

عقیدہ عربی زبان میں لفظ عقد سے ماخوذ ہے جس کا مطلب باندھنا، پختہ کرنا اور مضبوطی سے جکڑنا ہے۔ اس سے مراد کسی شے کی ایسی تصدیق ہے جس میں کوئی شک نہ ہو۔ عقیدہ کو ایمان کے مفہوم میں بھی لیا جاتا ہے، اس سے مراد ان حقائق کی بلا شک و شبہ تصدیق کرنا ہے جن کی تعلیم اللہ رب العزت نے بواسطہ رسالت ہمیں عطا فرمائی۔

توحید کی لغوی تعریف

توحید کا لفظ "جس کا مطلب ایک بنانا، یکتا کہنا، ایک جاننا" کے ہیں۔

توحید کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی زبان میں یہ عقیدہ رکھنے کا نام توحید ہے کہ باری تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور جملہ اوصاف و کمال میں یکتا و بے مثال ہے۔ اس کا کوئی ساتھی یا شریک نہیں۔ کوئی اس کا ہم پلہ یا ہم مرتبہ نہیں۔ صرف وہی با اختیار ہے۔ اس کے کاموں میں نہ کوئی دخل دے سکتا ہے، نہ اسے کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہے۔ حتیٰ کہ اس کی نہ اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: کہو کہ وہ (ذات پاک ہے جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے۔ معبود برحق جو بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے۔ اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

توحید کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے خاص رکھے جائیں، اور وہ حقوق تین اقسام کے ہیں: ملکیت کا حق، عبادت کا حق اور اسماء و صفات کا حق۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

توحید کی اقسام

۱۔ توحید ربوبیت

۲۔ توحید الوہیت

۳۔ توحید اسماء و صفات

۱۔ توحید ربوبیت

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام افعال میں یکتا و تنہا مانا جائے یعنی وہی رب اکیلا پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ وہی تمام مخلوقات کا رازق ہے اور وہی پوری دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔

۲۔ توحید الوہیت

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت میں یکتا مانا جائے تمام قسم کی عبادات، قوی، فعلی، بدنی اور مالی و قلبی اسی وحدہ لا شریک کے لئے بجالائی جائیں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا جائے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنایہ سب خالص اللہ ہی کے لئے جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔

۳۔ توحید اسماء و صفات

اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء و صفات میں بھی یکتا مانیں۔ یعنی جو اسماء و صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ذکر فرمائے، یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لئے ذکر فرمائے ہیں۔ ہم ان سب کو مخلوقات سے تشبیہ دیئے بغیر تسلیم کریں اور انہیں اسی طرح مانیں جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اچھے اچھے نام اللہ کے لئے ہی ہیں، لہذا تم ان ناموں سے ہی اللہ تعالیٰ کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے اسمائے گرامی میں کج روی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

وجود باری تعالیٰ

زندگی اور کائنات کی سب سے اہم حقیقت اللہ تعالیٰ کا وجود ہے۔ اس کے ہونے یا نہ ہونے سے ہر چیز کے معنی بدل جاتے ہیں۔ اگر اللہ ہے تو زندگی اور کائنات کی ہر چیز با معنی اور با مقصد ہے اور اگر اللہ موجود ہی نہیں تو پھر کائنات کی ہر چیز بے معنی اور بے مقصد ہے۔



قرآن مجید میں وجود باری تعالیٰ کے ثبوت میں دو طرح کے دلائل پیش کیئے گئے ہیں۔

۱۔ عقلی دلائل اس سے مراد وہ دلائل ہیں جن کا تعلق حیات و کائنات سے ہے۔

۲۔ فطری دلائل اس سے مراد وہ دلائل ہیں جن کا تعلق فطرت انسانی سے ہے۔

عقلی دلائل

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ہم عنقریب ان کو اطراف (عالم) میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ (قرآن) حق ہے۔

آیت قرآنی سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عقلی دلائل کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ آفاقی دلائل ۲۔ انفسی دلائل

۱۔ آفاقی دلائل

جب ہم کائنات میں غور و فکر کرتے ہیں تو ہمیں اس کائنات میں ایک زبردست توازن، تناسب اور اعتدال نظر آتا ہے جسے دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ انسان کا شعور اس سے سوال کرتا ہے کہ ایسا عظیم الشان نظام خود بخود وجود میں کیسے آگیا۔۔۔ کیا اس تخلیق کا کوئی خالق نہیں، کیا اس نظام کا کوئی ناظم نہیں، کیا انسان اس معاملے میں شک میں مبتلا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: کیا (تم کو) خدا (کے بارے) میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔

کائنات عالم پر اگر انتہائی گہری نگاہ ڈالی جائے تو اس میں ایک خاص نظم و ضبط نظر آئے گا اس میں کہیں بھی بے ترتیبی اور بے قائدگی نظر نہیں آئے گی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (اے دیکھنے والے) کیا تو (خدا) رحمن کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو (آسمان میں) کوئی شکاف نظر آتا ہے۔ پھر دوبارہ (سہ بارہ) نظر کر، تو نظر (ہر بار) تیرے پاس ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی۔

کائنات کا یہ توازن و تناسب یہ نظم و ضبط اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ایک ایسی عظیم و برتر ذات موجود ہے جس نے کائنات کا یہ خوبصورت نظام پیدا فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔
شمس و قمر کا ظہور ارض و سما کا یہ نظم و ضبط اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت، صنعت کاریگری کی واضح نشانی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: (یہ) خدا کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔

۲۔ انفسی دلائل

آفاقی دلائل کی بعد قرآن حکیم ہماری توجہ "انفسی دلائل" کی طرف مبذول کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان اور ساری کائنات وجود باری تعالیٰ کی گواہی دے رہی ہے۔ اس طرح انسان کے جسم کی بناوٹ، اعضا اور ہڈیوں کی خاص ترکیب، جسم کا باریک اور پیچیدہ نظام اور اسمیں پایا جانے والا حسن اعضا اور جوڑوں کا تناسب اللہ تعالیٰ کے وجود برحق کی گواہی دے رہا ہے۔ قرآن انسان کو اپنی تخلیق کی طرف متوجہ کرتا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں۔ یا یہ خود (اپنے تئیں) پیدا کرنے والے ہیں یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟
(نہیں) بلکہ یہ یقین ہی نہیں رکھتے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ہم نے ہر چیز کو اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہارے نفوس میں تو کیا تم دیکھتے نہیں؟

فطری دلائل

کائنات کا یہ مضبوط و متوازن نظام اللہ تعالیٰ کے وجود کی ایک عقلی دلیل ہے لیکن اس عقلی دلیل کے بغیر بھی اللہ کے وجود برحق کو تسلیم کرنا انسانی فطرت کی آواز ہے۔ دلائل فطرت حسب ذیل ہیں۔

فطرت کی صدا

وجود باری تعالیٰ پر ایمان انسانی فطرت کی وہ صدا ہے جو اس کے باطن سے بلند ہوتی ہے۔ قلب و ضمیر کو بیدار کرتی ہے اور انسان کو وجود برحق پر ایمان لانے پر مجبور کر دیتی ہے کیونکہ وجود باری تعالیٰ پر ایمان انسانی فطرت کا زوردار تقاضہ ہے۔ جس سے وہ کسی صورت انکار نہیں کر سکتا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: خدا کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو)



شرک

شرک کے لغوی معنی

شرک کے لغوی معنی ہیں حصہ یا ساجھا۔ لہذا شریک کے معنی ہیں حصہ دار یا ساجھی۔

شرک کی تعریف

اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا یا اس کے برابر کسی کو سمجھنا یا کسی کی ایسی تعظیم یا فرمانبرداری کرنا جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے شرک کہلاتا ہے۔

شرک کی اقسام

۱۔ شرک فی الذات ۲۔ شرک فی الصفات ۳۔ صفات الہی کے تقاضوں میں شرک

۱۔ شرک فی الذات

شرک فی الذات سے مراد ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہم جنس قرار دیا جائے۔ اُس کا باپ یا اُس کی اولاد سمجھ لیا جائے۔ یہ مان لیا جائے کہ وہ کسی اور ہستی کے ساتھ مل کر ایک قالب ہو گیا ہے۔ یہ تصور کر لیا جائے کہ وہ کسی مخلوق کی شکل اختیار کر کے نمودار ہوا کرتا ہے یعنی کوئی مخلوق اُس کا متبادل ہو سکتی ہے،

مثلاً اہل عرب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اور جنوں کو اس کی ذات برادری سمجھتے تھے۔ اسی طرح عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا اور اُس کا اوتار قرار دیتے تھے۔ یہ سب شرک فی الذات ہے۔

قرآن مجید میں شرک فی الذات کا رد

ترجمہ: کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے معبود برحق جو بے نیاز ہے نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

۲۔ شرک فی الصفات

شرک فی الصفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن صفتوں کا مالک ہے، ان میں سے کوئی صفت کسی اور کے اندر بھی موجود مان لی جائے۔ اُس معنی و مفہوم میں کہ جو صرف اللہ تعالیٰ کے اندر پائی جاتی ہیں، مثلاً ”علم“ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ کھلی اور چھپی ہر بات کو جانتا ہے۔ اس کے لئے غائب بھی حاضر ہے اور گزرا ہوا یا آنے والا زمانہ بھی حال کا زمانہ ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ کوئی انسان بھی اسی طرح ہر بات کو جانتا ہے تو یہ شرک فی الصفات ہے۔

قرآن مجید میں شرک فی الصفات کا رد:

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۳۔ صفات الہی کے تقاضوں میں شرک

صفات الہی کے تقاضوں میں شرک سے مراد یہ ہے کہ صفات الہی کے جو لازمی تقاضے ہیں ان سب کو اللہ ہی کے لئے خاص نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں یا ان میں سے کسی کو بعض دوسری ہستیوں کے لئے بھی ثابت اور موجود مان لیا جائے۔ مثال کے طور پر صفات الہی کا ایک تقاضا یہ ہے کہ حقیقی اطاعت اور محبت صرف اللہ کا حق ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی اور سے بھی ایسی ہی محبت اور عقیدت رکھے یا اسی طرح اطاعت کا اسے مستحق قرار دے لے تو یہ صفات الہی کے تقاضوں میں غیر اللہ کو شریک ٹھہرانا ہوگا، حالانکہ ہم سب جانتے ہیں اقتدار اعلیٰ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حکم دینے کا اصل حق صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اس لئے اگر کسی اور کو بھی یہ حیثیت دے دی جائے خواہ وہ ایک فرد ہو یا بہت سے افراد کا مجموعہ تو یہ صریحاً شرک ہوگا۔

قرآن مجید میں صفات الہی کے تقاضوں میں شرک کا رد:

ترجمہ: اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو
ترجمہ: (سن رکھو کہ) خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے

انسانی زندگی پر عقیدہ توحید کے اثرات

۱۔ خودداری

معبود واحد کا یقین انسانی شخصیت میں خودداری پیدا کرتا ہے۔ وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اس کا پالنے والے اللہ ہے اس لئے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا اور خودداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے عزت افزائی زندگی بسر کرتا ہے۔

۲۔ اطمینان قلب و روح

جب انسان اس بات پر یقین کر لیتا ہے کہ اس کا معبود ایک ہے، رازق ایک ہے اور وہ تمام اشیاء پر قدرت رکھتا ہے تو وہ یکسوئی کے ساتھ اسی ایک معبود کی عبادت کرتا ہے۔ اس خالص بندگی سے اسے جو امید اور اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے وہ اسے زندگی کی شاہراہ پر رواں رکھتا ہے اور وہ آسانی سے اپنی زندگی کا منشاء پالیتا ہے۔

۳۔ پاکیزگی نفس

عقیدہ توحید پر پختہ یقین انسان کو اپنے نفس کی حفاظت پر آمادہ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے نفس کی پاکیزگی کو بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتا ہے اور قرب الہی کی بدولت اپنے نفس کی پاکیزگی و تقویٰ کے اضافے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

۴۔ استقامت و بہادری

جب انسان اس بات پر یقین کر لیتا ہے کہ وہ ایک اللہ کا بندہ ہے اور وہی اللہ اس کی حفاظت کر رہا ہے تو اس میں بہادری اور جانثاری کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی مرد مومن جب میدانِ عمل میں قدم رکھتا ہے تو یہ بہادری اسے اپنے سے دس گنا طاقت کے دشمن سے لڑنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے کم تعداد کے باوجود کفار و مشرکین کی بڑی بڑی فوجوں کو شکستِ فاش دی اور غزوات میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔



۵۔ وسعتِ نظر

عقیدہ توحید کا قائل تنگ نظر اور تنگ دل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس رحمن و رحیم پر یقین رکھتا ہے جو کائنات کی ہر چیز کا خالق اور سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اسکی رحمتوں سے سب فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس عقیدے کے نتیجے میں مومن کی ہمدردی، محبت اور خدمتِ عالمگیر ہو جاتی ہے۔

۶۔ انکساری

عقیدہ توحید سے تواضع و انکساری پیدا ہوتی ہے کیونکہ توحید پر یقین رکھنے والا جانتا ہے کہ وہ اللہ کے سامنے بے بس ہے۔ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب اسی کا دیا ہوا ہے لہذا بندے کے لیے تکبر اور غرور کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اسے انکساری ہی زیب دیتی ہے۔

تفصیلی سوالات / جوابات

۱۔ عقیدہ توحید کو دلائل سے ثابت کریں۔ (2,3) جواب صفحہ نمبر

۲۔ شرک کا مفہوم اور اس کی اقسام کی وضاحت کریں؟ (4,5) جواب صفحہ نمبر

مختصر سوالات / جوابات

۱۔ وجود باری تعالیٰ کی وضاحت کیجئے۔ (2) جواب صفحہ نمبر

۲۔ عقیدہ توحید کی اقسام کی بتائیں۔ (1) جواب صفحہ نمبر

۳۔ عقیدہ توحید انسانی زندگی پر اس کے اثرات بتائیں۔ (6) جواب صفحہ



عقیدہ رسالت

رسول کے لغوی معنی

رسول عربی زبان کا لفظ ہے اور "رُؤی" سے مؤخوذ ہے "رِسَالَة" عربی میں پیغام کو کہتے ہیں۔ رسول کے معنی ہیں پیغام پہنچانے والا۔ رسول کی جمع رُسُل ہے۔

رسول کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں رسول اس معزز ہستی کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقدس پیغامات وصول کر کے اس کے بندوں تک پہنچاتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی رہنمائی بھی کرے۔

عقیدہ رسالت کا مفہوم

اسلامی عقائد کی رو سے ایمان بالرسالت سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تک تمام انبیاء و رسل کی نبوت اور رسالت کو برحق ماننا ہے، کیونکہ ہر نبی اور رسول اپنی اپنی جگہ اللہ کا بھیجا ہوا حق و صداقت کا کامل و اکمل نمونہ رہا ہے اور ان سب نے ایک ہی مشن اور مقصد کی تکمیل کے لیے ایک ہی لائحہ عمل کے تحت کام کیا ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا کمال توحید کو سمجھنا اور اس سے ہر قسم کی شرک کی نفی کرنا ہے اور یہ بات انبیاء کے ذریعے ہی ممکن ہے کہ وہ آئیں اور بشر کو ہر ذلت شرک و بت پرستی کی ذلت سے نجات اور انہیں توحید کی طرف بلائیں۔ جیسا کہ قرآن کریم اس سلسلے میں فرماتا ہے:

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

انبیاء و رسل کی بعثت کا مقصد انسانوں کو بندگی کا سبق سکھانا اور انکی دینی تربیت کرنا ہے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: وہ اللہ وہی ہے جس نے اپنی قوم میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی مبتلا تھے۔ بعثت انبیاء کے اہداف میں سے ایک اہم ہدف ستم رسیدہ اور ضعیفوں کی مدد کرنا اور ظالموں کا مقابلہ کرنا ہے۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی ہوئی دلیلوں (معجزوں) کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں۔

نبی کے لغوی معنی

نبی عربی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں اہم خبر کو کہتے ہیں۔ نبی کے معنی ہیں "اہم خبر دینے والا" اہم خبر سے آگاہ و آشنا کرنے والا نبی کی جمع انبیاء ہے۔



نبی کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصطلاحی میں نبی اس محترم ہستی کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہایت مقدس اور اہم خبریں لے کر آئے اور اللہ کے احکامات اس کے بندوں تک پہنچائے۔

نبی اور رسول میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ہدایت اور رہنمائی دینے کے لئے جن برگزیدہ بندوں کے ذریعے اپنا پیغام حق مخلوق تک پہنچایا انہیں نبی اور رسول کہتے ہیں۔

عام طور پر نبی اور رسول یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں، البتہ نبی اس ہستی کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے وحی دے کر بھیجا ہو اور رسول اس ہستی کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نئی شریعت دے کر مخلوق میں مبعوث کرتا رہا تاکہ وہ لوگوں کو اس کی طرف بلائے۔

رسول نبی سے ایک درجہ اوپر ہے۔ اس لحاظ سے ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ رسول اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے اس قاصد کو کہتے ہیں جو تبلیغی احکام اور ہدایت خلق کیلئے مامور ہو اور اس کو مستقل کتاب یا صحیفہ دیا جائے۔

نبی وہ ہے جس پر مستقل کتاب یا صحیفہ نازل نہ ہوا ہو۔ چنانچہ اس نقطہ نظر کے مطابق حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت داؤد علیہم السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں جبکہ حضرت یحییٰ، حضرت سلمان، حضرت زکریا علیہم السلام وغیرہ نبی ہیں۔



وحی

وحی کی لغوی تعریف

(پوشیدہ بات کی خبر دینا)۔

وحی کی اصطلاحی تعریف

انبیاء کرام پر نازل ہونے والے اللہ کے کلام کو وحی کہتے ہیں۔

وحی کی اقسام

وحی کی دو قسمیں ہیں

وحی غیر متلو

وحی متلو

وحی متلو

ایسی وحی ہے جس کے الفاظ و معانی دونوں اللہ جل شانہ کی طرف سے ہوں۔

وحی غیر متلو

ایسی وحی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر صرف معانی و مضامین کی شکل میں القا کی گئی ہو۔ اور ان معانی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے کبھی اپنے الفاظ سے اور کبھی اپنے افعال سے اور کبھی دونوں سے بیان فرمایا ہو۔
وحی انبیاء کے ساتھ خاص ہے وحی کے ذریعے ہی نبی عالم غیب سے رابطہ کرتا ہے۔



رسول کی ضرورت واہمیت

نبوت اور رسالت انسان کی ایک ایسی ضرورت ہے جس سے کوئی بھی صاحبِ فکر و نظر انکار نہیں کر سکتا۔
عقیدہ رسالت کی ضرورت واہمیت کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کیلئے

انسان ایک مخلوق اور غلام ہے تو ضروری ہے کہ اپنے خالق کو پہچانے اور یہ جانے وہ خالق اس سے کیا چاہتا اور اسے کس لیے پیدا کیا ہے تو یہ سب کچھ انسان خود نہیں جان سکتا جب تک وہ انبیاء و رسل کو نہ پہچانے اور اس ہدایت و نور کو جسے وہ لے کر آئے پہچانے بغیر ممکن نہیں۔



۲۔ عمل صالح کیلئے

بیشک انسان جسم اور روح سے مل کر بنا ہے اور جسم کی غذا جو بھی کھانا پینا میسر ہو اور روح کی غذا اس نے مقرر کی جس نے اسے پیدا فرمایا اور وہ دین صحیح ہے عمل صالح ہے انبیاء و رسل دین صحیح لائے ہیں اور انہوں نے ہی عمل صالح کی راہ دکھائی ہے۔

۳۔ فطرت کی ضرورت پوری کرنے کیلئے

انسان فطرتی طور پر ہی دین دار ہے تو ضروری ہے کہ کوئی ایسا دین ہو جسے اختیار کرے اور پھر اس دین کا صحیح ہونا بھی ضروری ہے تو صحیح دین تک پہنچنے کے لیے انبیاء و رسل اور اس چیز پر جو کہ وہ لائے ہیں ایمان لانا ضروری ہے۔

۴۔ فلاح دارین کیلئے

بیشک انسان ایسی راہ کا محتاج ہے جو کہ اسے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور آخرت میں جنت اور اس کی نعمتوں تک پہنچائے تو اس راہ کو بتانے اور دکھانے والا انبیاء و رسل کے علاوہ کوئی نہیں۔

۵۔ شیطان اور نفس امارہ سے بچنے کیلئے

یقینی طور پر انسان کا نفس کمزور ہے اور اس کے دشمن بہت زیادہ ہیں جو کہ گھات لگائے بیٹھے ہیں کہیں تو شیطان اسے گمراہ کرنے کے چکروں میں اور کہیں اس کے رفقاء اسے گندی اور فتنہ چیزیں مزین کر کے دکھانے کے چکروں میں ہیں اور ایسے ہی نفس امارہ بھی اس کا دشمن ہے تو اس لیے انسان کو کسی ایسی چیز کی ضرورت ہے جو کہ اسے دشمن کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھے، تو انبیاء و رسل ہی ہیں جنہوں نے اسے اچھی طرح بیان کیا اور وضاحت کی اور خالق کی راہ دکھائی ہے۔

۶۔ عدل و انصاف کے قیام کیلئے

انسان طبعی طور پر مہذب اور شہری ہے تو اس کا مخلوق کے ساتھ جمع ہونے اور بود و باش اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسی شرع اور قانون ہو جس کے ساتھ لوگ عدل و انصاف قائم کریں و گرنہ ان کی زندگی تو وحشیوں اور جنگلیوں کے مشابہ ہوگی تو ایسی مکمل شرع اور قانون سوائے انبیاء اور رسولوں کے کوئی اور نہیں لاسکتا۔

۷۔ حقیقی سعادت کے حصول کیلئے

یقینی طور پر انسان اس بات کا محتاج ہے کہ اسے امن اور اطمینان نفس ہو اور اسے حقیقی سعادت کے اسباب کی راہ دکھائی جائے تو انبیاء اور رسول اسی راہ کو دکھاتے ہیں۔

انبیاء کرام کی خصوصیات

انبیاء کرام جو وحی کے ذریعے مبداء اور سرچشمہ ہستی سے رابطہ برقرار کرتے ہیں ان کے کچھ امتیازات اور اوصاف ہوتے ہیں جن کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان میں سے نمایاں مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

بشریت

اگرچہ انبیاء و صل علیہم السلام کی سیرت انتہا درجہ پاکیزہ، ان کا باطنی اور معنوی پہلو باکمال، ان کا علم اور نور بصیرت لا جواب ہوتا ہے عام انسان ان کی خاک پا بھی نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود وہ سب بشر تھے، نہ وہ فرشتے تھے نہ جن، نہ وہ خدا کے بیٹے تھے ناوتار، ان میں الوہیت ذرہ برابر نہ تھی، انھوں نے اپنے بشری پہلو کی خود بھی کبھی نفی نہیں کی۔ بلکہ عجز و انکساری کے ساتھ اپنی بندگی اور خدا کی معبودیت کا اقرار کیا۔ ہر نبی نے اس بات کا واضح اعلان کیا کہ ”میں اللہ کا بندہ ہوں۔ تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میرے کمالات میری ذاتی صلاحیت اور ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ خدا کے مرہون منت ہیں۔“

وہبیت

وہبیت کے معنی ہیں کہ رسالت کوئی ایسا عہدہ یا منصب نہیں جو محنت، عبادت اور ریاضت سے حاصل کیا جاسکے۔ یہ اللہ کا خصوصی انعام ہے جو کسی حسن کارکردگی کے نتیجے میں نہیں ملتا بلکہ صرف اس شخص کو ملتا ہے جس پر اللہ کی نظر کرم پڑ جائے۔ نبوت کے ملنے میں انسانی کوشش اور ارادے کا دخل نہیں ہوتا وہ خود ساختہ یا عوام ساختہ نہیں ہوتے بلکہ خدا ساختہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت کے لیے افراد کا انتخاب اور چناؤ خود کیا اس انتخاب ربانی کو قرآن کی زبان میں اصطفیٰ کہتے ہیں۔ اصطفیٰ کے معنی ہیں بہت سی چیزوں میں سے بہترین چیز کو چن لینا۔

الہامیت

پیغمبر احکام الہی انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے وہ عین مرضی اور منشا الہی کے مطابق ہوتا ہے اس کے اپنے نفس کا کوئی دخل نہیں ہوتا وہ اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جس کی ان کو وحی کی جاتی ہے وہ اپنی خواہشات نفس سے فرمان الہی میں تبدیلی ترمیم یا اضافہ بھی نہیں کر سکتا اس پر اللہ کی خصوصی نگرانی ہوتی ہے۔



معجزہ

جو پیغمبر بھی اللہ کی جانب سے مبعوث ہوتا ہے وہ غیر معمولی قوت کا حامل ہوتا ہے اسی غیر معمولی قوت و طاقت کے ذریعے وہ ایک یا کئی ایسے کام انجام دیتا ہے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں اور اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان امور کو انجام دینے والا غیر معمولی الہی طاقت کا حامل ہے یہ بات اس کی دعوت کے برحق ہونے اور اس کی باتوں کے آسمانی ہونے کی دلیل بھی ہے۔

قرآن کریم نے انبیاء کے بہت سے معجزات کو بیان کیا ہے

مثلاً۔ مردے کو زندہ کرنا، لاعلاج بیمار کو شفا دینا، گہوارے میں باتیں کرنا، عصا کو اڑدھڑے میں تبدیل کرنا اور غیب و آئندہ کی خبر دینا۔

عصمت

انبیاء کی خصوصیات میں سے ایک عصمت ہے۔ عصمت یعنی گناہ و خطا سے محفوظ یعنی انبیائے کرام نہ تو نفسانی خواہشات کے زیر اثر آتے ہیں جس کی وجہ سے گناہ کے مرتکب ہوتے ہوں اور نہ ہی اپنے کاموں اور فرائض کی ادائیگی میں غلطی سے دوچار ہوتے ہیں۔ انبیاء کی گناہ و خطا سے دوری انہیں انتہائی اعتماد کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ پیغمبروں کے گناہ نہ کرنے کی وجہ ان میں پائی جانے والی بصیرت اور ایک طرح کا درجہ یقین و ایمان ہے۔



رسالت محمد ﷺ کی امتیازی خصوصیات

تمام انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور سب ایک ہی دعوت یعنی "دعوت توحید" لے کر آئے تھے، اور سب بنی نوع انسان کے لیے بادی و رہنما تھے اور سب کی اطاعت ان کی اپنی اپنی امتوں پر فرض تھی۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کے مقابلہ میں جہاں بہت سے امتیازات عطا فرمائے تھے وہاں ایک خاص امتیازیہ عطا فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین اور خاتم المرسلین بنا کر بھیجا اور آپ علیہ السلام پر نبوت و رسالت کا سلسلہ قیامت تک کے لیے ختم کر دیا اور وہ اعلیٰ صفات اور بلند خوبیاں گزشتہ انبیاء کو علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے تھے وہ سب کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں جمع کر دیتے تھے، انہی صفات و کمالات میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات۔

۱۔ عمومیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رسالت کو زمانی اور مکانی حد بند یوں کا پابند نہیں بنایا۔ بلکہ آپ ﷺ کو نوع انسانی کے تمام افراد کے لئے تاقیامت نبی آخر رسول آخر و ہادی آخر بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ کا واضح طور پر اعلان کر دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرما دیجئے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں"

۲۔ سابقہ شریعتوں کی منسوخی

خاتم انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے آپ ﷺ سے پہلے آنے والی شریعتوں کو قیامت تک کے لیے منسوخ کر دیا۔ کیونکہ انبیاء سابقین کی بعثت ایک خاص قوم اور محدود وقت تک ہوا کرتی تھی اور ان کو جو معجزات دیئے جاتے تھے وہ بھی وقتی ہوتے تھے جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: "ہم جب بھی کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی" (آیت) لے آتے ہیں"

۳۔ تکمیل دین

جس دین کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اسکی تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ دین کامل عطا کیا گیا جو تمام انسانیت کیلئے کافی و شافی ہے اسی لئے اب کسی دوسرے دین کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کیا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کو کامل دین کیوں نہیں دیا؟ جواب یہ ہے کہ دین اور شریعت الہی ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل ہی تھا اور اس زمانہ کے لوگ سے مکمل ہدایت حاصل کرتے تھے۔ مگر محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو دین برحق لے کر آئے وہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کیلئے کامل واکمل ہے اس دین کے بعد اب کسی اور دین و شریعت کی انسانیت کو ضرورت نہیں۔

۴۔ حفاظتِ کتاب الہی

انبیاء سابقین پر نازل ہونے کتابیں یا تو بالکل ناپید ہو چکی ہیں یا اپنی اصلی صورت میں باقی نہیں رہیں۔ چنانچہ ان میں کافی حد تک رد و بدل ہو چکا ہے۔ اور بڑے پیمانے پر تحریف ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کتابوں میں صحیح اور غلط تعلیمات اس قدر گڈھ ہو گئی ہیں کہ صحیح کو غلط سے جدا کرنا بے حد مشکل ہو گیا ہے۔ جبکہ ختم الرسل جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید فرقان حمید کی آیات چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بالکل اسی صورت میں موجود ہیں جس طرح نازل ہوئی تھیں۔ کیونکہ نہ محفوظ ہو تیں کہ اللہ رب العزت نے خود ان کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بے شک ہم ہی نے اس ذکر یعنی قرآن مجید کو نازل کیا اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۵۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی حفاظت کا بھی مکمل انتظام کیا گیا ہے۔ ہر دور میں محدثین کرام کی ایسی جماعت موجود رہی جنہوں نے سنت نبوی ﷺ کی حفاظت کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں چونکہ سنت رسول ﷺ قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے جو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے اسی لئے قدرت نے جس طرح قرآن مجید کی حفاظت کا انتظام کیا اسی طرح سنت نبوی ﷺ کی حفاظت کا بھی عظیم انتظام کیا۔



جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"پھر بے شک ہماری ذمہ داری ہے۔ اس قرآن کی وضاحت (توضیح و تشریح) یعنی سنت نبوی ﷺ کی حفاظت بھی"

۶۔ تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت

پہلے انبیاء کرام کی رسالت کسی خاص قوم اور خاص دور کے لئے ہوتی تھی اس لئے ان کی تعلیمات کا تعلق اسی قوم اور دور سے ہوا کرتا تھا مگر رسول اکرم ﷺ چونکہ تمام انسانیت اور قیامت تک کیلئے رسول بن کر تشریف لائے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اس قدر جامعیت ہے کہ قیامت تک کے انسان خواہ کسی بھی قوم یا دور سے تعلق رکھتے ہوں ان ہدایات و تعلیمات سے باآسانی رہبری حاصل کر سکتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کی طرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔"

۷۔ سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ گیریت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیمات پیش فرمائیں ان کی حیثیت محض نظری نہیں بلکہ عملی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان پر عمل کر کے دکھایا۔ جب آپ ﷺ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عائلی زندگی ہو یا سیاسی، بچوں سے برتاؤ ہو یا بڑوں سے معاملہ، امن کا دور ہو یا جنگ کا زمانہ، عبادت کے اصول ہو یا معاملات کے قواعد، قربت داروں کے تعلقات ہوں یا ہمسایوں کے روابط، یعنی زندگی کے ہر پہلو، ہر شعبے میں سیرت محمدی ﷺ انسانیت کیلئے بہترین نمونہ عمل اور قابل تقلید ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

"تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی سیرت) میں بہترین نمونہ (عمل) ہے۔"

۸۔ ختم نبوت

ختم نبوت یا اختتام نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا اب آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا۔ ارشاد باری: تعالیٰ ہے

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

حرف آخر:- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پوری انسانیت کے لیے عام ہے۔ آپ ﷺ نے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ آپ ﷺ پر دین مکمل ہو گیا، آپ ﷺ کو آخری کتاب عطا کی گئی آپ ﷺ کی سنت کو محفوظ کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نہ صرف جامع بلکہ نظری اور عملی بھی ہیں۔ اور آپ ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں۔





ختم کے لغوی معنی:-

عربی زبان میں "ختم" کے لغوی معنی "مہر لگانے" "بند کرنے" "آخر تک پہنچانے" اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت پر آخری مہر ہیں۔ موخوذ ہیں۔ "خاتم" کے معنی مہر اور "خاتم" کے معنی اختتام تک پہنچانے والے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم کرنے والے ہیں۔

ختم نبوت کا مفہوم

ہر مسلمان صاحب ایمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اسکے آخری رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور خاتم الرسل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب خاتم الکتاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات عطا فرمائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر فضیلت و برتری حاصل ہے آپ کو ایسی خصوصیات عطا ہوئیں جو کسی اور کو حاصل نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی طرف ہے۔

عقیدہ ختم نبوت قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول" اور آخری نبی ہیں"

عقیدہ ختم نبوت حدیث کی روشنی میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: "میں اللہ کا بندہ ہوں اور نبیوں (کے سلسلہ نبوت) کو ختم کرنے والا ہوں اور یہ فیصلہ اس وقت سے صادر شدہ ہے جب آدم (علیہ السلام) اپنی مٹی میں تھے"

عقیدہ ختم نبوت صحابہ کی نظر میں

حضرت عمر فاروق:- حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ وحی سے ہر بات اخذ کرتے تھے اور اس کے بعد بے شک وحی منقطع ہو گئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت پر عقلی دلائل

نئے رسول یا نبی کی تشریف آوری کی کئی وجوہات و اسباب ہوتے تھے۔ ان میں سے اب کوئی ایک وجہ بھی باقی نہیں اس لیے عقلاً بھی کسی نئے نبی اور رسول کی کوئی ضرورت باقی نہیں ہے۔ مثلاً کسی قوم میں تعلیمات الہی کا انکشاف نہ ہوا ہو اور اس پر کوئی نبی نہ آیا ہو۔

حرف آخر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور نبی ہیں۔ جو یہ عقیدہ رکھے وہ مسلمان ہے اور جو اس عقیدہ کو نہ مانے وہ کافر ہے۔

تفصیلی سوالات/جوابات

۱۔ رسالت والے منصب کی خصوصیات کیا ہے۔ جواب صفحہ نمبر (10,11)

۲۔ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں۔ وضاحت کیجیے۔ جواب صفحہ نمبر (14,15)

مختصر سوالات/جوابات

۳۔ عقیدہ رسالت کے معنی و مفہوم کی وضاحت کیجیے جواب صفحہ نمبر (8)

۴۔ ختم نبوت کا مطلب کیا ہے۔ جواب صفحہ نمبر (17)

۵۔ عقیدہ رسالت کے تقاضے کیا ہے؟ جواب صفحہ نمبر (8)

فرشتوں پر ایمان لانا



ایمان بالملائکہ

ملائکہ پر ایمان

ملائکہ کے لغوی معنی

ملائکہ "اور" ملائک "جمع ہے۔ جس کے لغوی معنی پیغام رساں اور قاصد کے ہیں۔

ملائکہ کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں ملائکہ سے مراد وہ قاصد یا پیغام رساں فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین اسکے حکم سے بندوں تک لاتے اور نافذ کرتے ہیں۔

ملائکہ (فرشتوں) کی حقیقت قرآن کی روشنی میں

ملائکہ ہمہ وقت اللہ کی اطاعت اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور فرشتے اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ زیر ہوتے ہیں۔

نیز ملائکہ کبھی اللہ کے حکم سے روگردانی نہیں کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: (وہ فرشتے) اللہ کے کسی حکم میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

ملائکہ (فرشتوں) کی حقیقت حدیث کی روشنی میں

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں۔

جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے) فرشتوں کو نور سے پیدا کیا، جنات کو آگ کے شعلہ سے، اور آدم کو اسی چیز سے اس نے تمہیں بتادی ہے (یعنی مٹی) سے۔

مذکورہ حدیث سے واضح ہوا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہے جسے اس نے نور سے پیدا کیا ہے۔

فرشتوں پر ایمان

اسلام میں فرشتوں پر ایمان لانا پانچ ارکانِ ایمان میں سے ایک ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنے والے ہیں اور ان میں کوئی خطا نہیں ہوتی ہے۔ فرشتوں کے کئی درجے اور قسمیں ہیں، ہر قسم کا فرشتہ ایک مخصوص کام انجام دیتا ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانے کے کچھ باتیں درج ذیل ہیں:

- فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے۔
- فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنے والے ہیں۔
- فرشتوں میں کوئی خطا نہیں ہوتی۔
- فرشتوں کے کئی درجے اور قسمیں ہیں۔
- ہر قسم کا فرشتہ ایک مخصوص کام انجام دیتا ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانے کے چند فائدے درج ذیل ہیں:

- یہ ایمان انسان کو اللہ تعالیٰ کے عظمت اور قدرت کا احساس دلاتا ہے۔
- یہ ایمان انسان کو اچھے کاموں کی طرف راغب کرتا ہے۔
- یہ ایمان انسان کو برے کاموں سے روکتا ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانے کے لیے کچھ اعمال درج ذیل ہیں:

- قرآن مجید اور احادیث میں فرشتوں کے بارے میں مذکور معلومات کو پڑھنا اور سمجھنا۔
- فرشتوں کے ذکر کرنے والی دعائیں اور سورتیں پڑھنا۔
- فرشتوں کے نیک کاموں کی تقلید کرنا۔

فرشتوں پر ایمان لانا ایک ضروری ایمان ہے جو ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے۔ یہ ایمان انسان کو دنیاوی اور اخروی کامیابیوں کے لیے ضروری ہے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنے والے ہیں اور ان میں کوئی خطا نہیں ہوتی ہے۔
فرشتوں کے کئی درجے اور قسمیں ہیں، ہر قسم کا فرشتہ ایک مخصوص کام انجام دیتا ہے۔

قرآن مجید میں فرشتوں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(ہم نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے۔)

فرشتوں کی تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(تمہارے رب کی فوجوں کا علم صرف اسی کو ہے۔)

فرشتوں کی خصوصیات

فرشتوں کی کچھ خصوصیات درج ذیل ہیں:

- وہ نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔
- وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنے والے ہیں۔
- ان میں کوئی خطا نہیں ہوتی۔
- وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا احترام کرتے ہیں۔
- وہ انسانوں سے بہت زیادہ طاقتور ہیں۔

فرشتوں کی قسمیں

فرشتوں کی کئی قسمیں ہیں، ہر قسم کا فرشتہ ایک مخصوص کام انجام دیتا ہے۔ کچھ مشہور فرشتوں کے نام اور ان کے کام درج ذیل ہیں:

- چار مقرب و مشہور فرشتوں کے نام اور کام حسب ذیل ہیں۔
- حضرت جبرائیلؑ: قرآن مجید نازل کرنے والا۔
- حضرت میکائیلؑ: انسانوں اور جانوروں کو رزق دینے والا۔
- حضرت عزرائیلؑ: انسانوں کی جان لینے والا۔

- حضرت اسماعیلؑ: بارش برسانے والا۔
- منکر و نکیر: قبر میں سوال کرنے والے فرشتے ہیں۔
- رضوان: جنت کا محافظ فرشتہ۔
- ملک: جہنم کا محافظ فرشتہ۔

فرشتوں پر ایمان لانے کے فائدے

فرشتوں پر ایمان لانے کے کچھ فائدے درج ذیل ہیں:

- یہ ایمان انسان کو اللہ تعالیٰ کے عظمت اور قدرت کا احساس دلاتا ہے۔
- یہ ایمان انسان کو اچھے کاموں کی طرف راغب کرتا ہے۔
- یہ ایمان انسان کو برے کاموں سے روکتا ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانے کے لیے اعمال

فرشتوں پر ایمان لانے کے لیے کچھ اعمال درج ذیل ہیں:

- قرآن مجید اور احادیث میں فرشتوں کے بارے میں مذکور معلومات کو پڑھنا اور سمجھنا۔
 - فرشتوں کے ذکر کرنے والی دعائیں اور سورتیں پڑھنا۔
 - فرشتوں کے نیک کاموں کی تقلید کرنا۔
- فرشتوں پر ایمان لانا ایک ضروری ایمان ہے جو ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے۔ یہ ایمان انسان کو دنیاوی اور اخروی کامیابیوں کے لیے ضروری ہے۔

فرشتے اور انسان میں فرق

فرشتے اور انسان دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، لیکن ان میں کچھ بنیادی صفات میں اختلاف ہے۔

فرشتوں اور انسانوں کے درمیان فرق درج ذیل ہیں:

- خلقت: فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں، جبکہ انسان مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔
 - جسم: فرشتوں کے جسم نہیں ہیں، وہ نور کے قالب میں ہیں۔ انسانوں کے جسم ہیں، جو خاک سے بنے ہیں۔
 - جنس: فرشتے مرد اور عورت میں تقسیم نہیں ہیں۔ انسان مرد اور عورت میں تقسیم ہیں۔
 - موت: فرشتوں کو موت نہیں آتی ہے۔ انسانوں کو موت آتی ہے۔
 - خطا: فرشتوں میں کوئی خطا نہیں ہوتی۔ انسانوں میں خطا ہوتی ہے۔
 - ایمان: فرشتے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا ہے۔
 - عمل: فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں مشغول رہتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنی چاہیے۔
 - قدرت: فرشتے انسانوں سے بہت زیادہ طاقتور ہیں۔
 - مقام: فرشتوں کا مقام انسانوں سے بہت زیادہ ہے۔
- فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا احترام کرتے ہیں۔ انسانوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کی اطاعت کرنے والے بننا چاہیے۔



فرشتوں کے کام

فرشتے انسانوں کے بہت کام آتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں انسانوں کی مدد کرتے ہیں۔ وہ انسانوں کو اچھے کاموں کی طرف راغب کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔ وہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کا پیغام سناتے ہیں۔

فرشتوں کے کچھ کام درج ذیل ہیں:

- قرآن مجید نازل کرنا: جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل کیا۔
- نبیوں اور رسولوں کی مدد کرنا: فرشتے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتے تھے۔ مثال کے طور پر، جبرائیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور سیناء پر تورات دیا۔
- انسانوں کی جان لینا: عزرائیل علیہ السلام انسانوں کی جان لیتے ہیں۔

- قبر میں سوالات کرنا : منکر و نکیر قبر میں انسانوں سے سوالات کرتے ہیں۔
- جنت و جہنم کے محافظ : رضوان علیہ السلام جنت کے محافظ ہیں اور ملک علیہ السلام جہنم کے محافظ ہیں۔
- انسانوں کو اچھے کاموں کی طرف راغب کرنا : فرشتے انسانوں کو اچھے کاموں کی طرف راغب کرتے ہیں۔
- انسانوں کو برے کاموں سے روکنا : فرشتے انسانوں کو برے کاموں سے روکتے ہیں۔
- انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کا پیغام سنانا : فرشتے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کا پیغام سناتے ہیں۔
- فرشتے انسانوں کے دوست اور مددگار ہیں۔ وہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی سعادت حاصل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

تفصیلی سوالات/جوابات

- فرشتوں کا تعارف اور ان پر ایمان لانے پر جمع نوٹ۔ جواب صفحہ نمبر (19,20)
- چار افضل فرشتوں کے نام اور ان کی ذمے داریاں کیا ہے۔ جواب صفحہ نمبر (21)

مختصر سوالات/جوابات

- فرشتے انسانوں سے کون کون سی صفات میں مختلف ہے؟ جواب صفحہ نمبر (22)
- فرشتے انسانوں کے کس کام آتے ہیں؟ جواب صفحہ نمبر (24)





عقیدہ آخرت (ایمان بالآخرت)

آخرت کے لغوی معنی

"آخرت" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی بعد میں "واقع ہونے والی" یا "سب سے آخر میں آنے والی چیز" کے ہیں۔ اس کے مقابلے میں لفظ دنیا ہے۔ جس کے معنی "پہلے واقع ہونے والی" یا پہلے آنے والی چیز" کے ہیں۔ یقیناً دنیا کا حصول پہلے ہے اور آخرت کا ظہور بعد میں ہوگا۔

عقیدہ آخرت کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں آخرت سے مراد ہے کہ انسان مرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے فنا نہیں ہوتا بلکہ اس کی روح باقی رہتی ہے اور ایک وقت ایسا آئے گا جب اللہ تعالیٰ اس کی روح کو جسم میں منتقل کر کے اُسے دوبارہ زندہ کرے گا۔ پھر انسان کو اس کے نیک و بد اعمال کا حقیقی بدلہ دیا جائے گا۔ نیک لوگوں کو ایسی جگہ عنایت کی جائے گی جو اللہ کی نعمتوں سے بھرپور ہوگی۔ اس کا نام جنت ہے اور بُرے لوگ انتہائی اذیت ناک جگہ میں رہیں گے جس کا نام جہنم ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

ترجمہ: "بے شک نیک لوگ بہشت میں ہوں گے اور بے شک گناہ گار دوزخ میں ہوں گے"

آخرت پر ایمان لانے کے مفہوم میں حساب، میزان، صراط، جنت، جہنم اور وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن کا قرآن وحدیث میں ذکر آیا ہے۔

آخرت کے مختلف نام

قیامت ایک عظیم واقعہ کا نام ہے۔ قرآن کریم نے اس کے کئی نام بیان کئے ہیں۔ یہ اسماء قیامت سے پیش آنے والے حالات اور واقعات کی تشریح کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں جملوں اور کلمات کی صورت میں کئی جگہ قیامت کی صفات بیان کی گئی ہیں اور ان کی ایک طویل فہرست ہے

آخرت پر ایمان لانے کا مطلب

آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ مندرجہ ذیل باتوں کو سچے دل سے تسلیم کیا جائے۔

انسان کی پیدائش کا ایک خاص مقصد ہے۔

وہ ایک ذمہ دار ہستی ہے۔ اس کے پیدا کرنے والے نے اسے زندگی بسر کرنے کا ایک مکمل ہدایت نامہ دے کر پیدا کیا ہے اس کے مطابق عمل کرنا ہی حق اور نیکی ہے۔ اسے چھوڑ کر من مانا طریقہ اختیار کرنا گمراہی اور بُرائی ہے۔

انسان کی زندگی موت کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے بعد بھی سلسلہ باقی رہنے والی ہے، اس دنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے اس کی جزا و سزا اسے اگلی زندگی میں ملے گی۔

قیامت کے روز وہ تمام جاندار جو دنیا کی ابتدا سے آج تک پیدا ہو کر مر چکے ہیں اور قیامت کے آنے تک پیدا ہو کر مرنے والے ہیں دوبارہ جسم و جان کے ساتھ زندہ ہو کر اٹھیں گے۔ اسے حشر کہتے ہیں۔

حشر کے بعد سب کو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائیگا۔ وہ ہم سے ہماری زندگی اور بدی کا سچا ریکارڈ کے پہلے دور کا حساب لے گا۔ اس دن ہماری اعمال ہمارے سامنے رکھ دیا جائیگے انصاف کی ترازو نصب ہوگی۔ ہر شخص کے عمل ترازو کے کانٹے پر تولے جائیں گے۔ جس خوش نصیب کی نیکیوں کا وزن بھاری ہوگا اسے جنت عطا ہوگی اور جس کا اعمال نامہ خراب ہوگا اس جہنم میں ڈالا جائے گا۔

عقیدہ آخرت کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں آخرت کا بیان اتنی جگہ اور اتنی آیات میں ہوا ہے کہ مجموعی طور پر یہ توحید و رسالت کے بیان سے بھی زیادہ بنتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں آخرت کی اہمیت و عظمت پر کس قدر زور دیا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیک کام کیے۔ پس ان کیلئے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

(یعنی متقی وہ ہیں) جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اگر تم کو مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے مٹی جیسی (بے جان چیز سے) تم کو پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اور وہی تو ہے جو پیدائش کی ابتدا اور یہ اعادہ اس کے لئے آسان تر ہے۔ کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کریگا

عقیدہ آخرت کی اہمیت حدیث کی روشنی میں

سرور دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کے عقیدے کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے اور دنیا اور آخرت کی حقیقتوں کو مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ تاکہ دنیا اور آخرت کی زندگی کا فرق کر کے انسان آخرت کی زندگی کو بنانے کی فکر میں لگن ہو جائے۔ دنیا عارضی قیام کرنے کی جگہ ہے اور آخرت میں اصل ٹھکانہ ملے گا۔ اس لیے عقلمند آدمی مستقل ٹھکانے کی فکر میں لگا رہے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا
(اے عبداللہ تم دنیا میں اس طرح رہو گویا تم اجنبی مسافر ہو بلکہ راستہ چلنے والے کی طرح دنیا میں رہو۔ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔)

عقیدہ آخرت کے اثرات

اگر آخرت پر کسی شخص کا ایمان نہیں ہوگا تو ایسا انسان خود غرضی اور نفس پرستی میں ڈوب کر تہذیب و شرافت اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو بھول جائے گا اور اس طرح انسانی معاشرے میں جنگل کا قانون رائج ہو جائے گا۔ عقیدہ آخرت انسانی معاشرہ کو انسانیت کیلئے نفع بخش بنانے کا اہم ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس سے انسان کے دل میں نیکی پر جزا اور بُرائی کرنے پر سزا کا احساس ابھرتا ہے اور یہ احساس اعمال میں دُرستی اور کردار میں بلندی پیدا کر دیتا ہے۔



عقیدہ آخرت کے انفرادی اثرات

سوچ میں مثبت تبدیلی آتی ہے

جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسکی نظر اپنے اعمال کے صرف ان ہی نتائج پر نہیں ہوتی جو اس زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ ان نتائج پر بھی نظر رکھتا ہے جو آخرت کی زندگی میں ظاہر ہوں گے۔ اسے جس طرح زہر کے بلے میں ہلاک کرنے اور آگ کے بارے میں جلانے کا یقین ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ گناہ انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور وہ جس طرح غذا اور پانی کو اپنے لئے فائدہ مند سمجھتا ہے اسی طرح نیک اعمال کو بھی اپنے لئے نجات و فلاح کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

دنیا کی محبت سے نجات ملتی ہے

مال و دولت کی حرص و ہوس، اولاد کی کثرت پر فخر، شہرت کی محبت وغیرہ انسان کو آخرت سے غافل بنا دیتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے خوبصورت انداز میں امت کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

ترجمہ: (دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی واقعی اس کو گھر سمجھتا ہے تو وہ یہاں ہمیشہ رہنے کی تیاریوں میں مصروف رہے گا اور جو اسے ایک عارضی قیام گاہ سمجھ کر آخرت کے اصلی گھر کی تیاری میں مشغول ہو جائے گا تو اسے دنیا اور اس کے عیش و عشرت کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔

اللہ پر توکل بڑھ جاتا ہے

عقیدہ آخرت انسان کو متوکل بناتا ہے۔ توکل یہ ہے کہ اسباب کو مؤثر نہ سمجھے اور نہ ان پر اعتماد کرے بلکہ صرف اللہ پر نظر رکھے اور ہر چیز کو اللہ کی عطا سمجھے۔ اور دنیا سے ضرورت کے مطابق تعلق رکھے۔ اس میں دل کو مشغول اور منہمک نہ کرے۔ جس شخص کو آخرت کی زندگی پر یقین اور بھروسہ ہو گا وہ زندگی میں مطمئن اور پرسکون نظر آئے گا کیونکہ اللہ کا سہارا ایک مضبوط اور کبھی نہ ٹوٹنے والا سہارا ہے۔ اور آخرت میں بھی صرف یہی سہارا کام آئے گا۔

استقلال واستقامت کی صفات پیدا ہوتی ہے

عقیدہ آخرت پر ایمان رکھنے والے کے اعمال میں استقامت اور ہیبت ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی عمل کو شروع کر کے چھوڑ دینا یہ بندہ کی طرف سے ترک طلب کی علامت ہے۔ اس لیے حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ترجمہ: اے عبد اللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو اٹھا کر تاتھا پھر قیام لیل کو ترک کر دیا۔"

طبیعت میں اعتدال و انکسار آتا ہے

معتدل انسان نفسیاتی طور پر صحت مند سمجھا جاتا ہے اسی لئے افراط و تفریط سے بچنے اور درمیانی راہ اختیار کرنے کی تاکید آئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(دنیا میں اجنبی مسافر کی طرح رہو۔)

یعنی نہ تو دنیا سے بالکل بے تعلق ہونے کو کہا گیا ہے اور نہ زمین پر رہتے ہوئے آسمان پر اڑنے کا سوچو۔ اور دنیا سے ایک ہی تعلق رکھو جتنا مسافر کو راستہ یا سرائے سے ہوتا ہے۔ تو نہ ترک دنیا کی اجازت ہے اور نہ اس میں انہماک کی ضرورت ہے۔

عقیدہ آخرت کے اجتماعی اثرات

سماجی و معاشرتی امن کا قیام ہوتا ہے

آخرت پر یقین کا اظہار عمل سے ہوتا ہے جو شخص جھوٹی گواہی دیتا ہو، شراب پیتا ہو، لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرتا ہو۔ روزہ، نماز کا ترک کر دینا ہو تو یہ ساری باتیں اس بات کی علامت ہیں کہ اسے آخرت پر دل سے یقین نہیں ہے۔ جس انسان کو حساب کتاب دینے کا خوف ہو گا وہ عیش پرستی اور ظلم

وسرکشی نہیں کرے گا۔ اس لیے قرآن کریم نے بار بار یاد دہانی کرائی کہ موت کے بعد اس کی دوسری زندگی شروع ہوگی بھی اہمیت دینی ضروری ہے۔

دوسروں کے ساتھ تعاون و ہمدردی کی تحریک ہو جاتی ہے

آخرت پر اعتقاد و یقین جتنا بختہ ہوگا اتنا ہی اچھے اعمال کی طرف رغبت و میلان ہوگا۔ باہمی تعاون و امداد و ہمدردی کو فروغ حاصل ہوگا۔ اور اسی طرح اس کا اثر عادت و اطوار، افعال، اخلاق اور اعمال پر بھی نمایاں نظر آئے گا۔ کیونکہ آخرت میں ان سب کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور اچھے اخلاق و کردار پر عزت سے سرفراز کیا جائے گا۔ بہترین انعامات عطا کئے جائیں گے۔ تو اس طرح فکرِ آخرت سے ایک ایسا تاکہ انسان آخرت کے خوف سے گناہوں سے باز رہے اور اچھے کام میں لگا رہے۔



ذمہ داری اور جوابدہی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے

تصورِ آخرت ہر لمحہ انسان کو یہ احساس دلاتا رہتا ہے کہ عمر برف کی طرح پگھلتی جا رہی ہے۔ اور اگر سفیرِ آخرت کی تیاری نہ کی گئی تو سوائے افسوس کے کچھ نہیں بچے گا۔ اسلئے دنیا میں جو منزل مقصود پر پہنچنے کا راستہ ہے ذمہ داری کے ساتھ تمام کاموں کو بہتر انداز میں انجام دینا چاہئے۔ ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ کہیں کوئی ایسا غلط کام نہ ہو جائے جو منزل مقصود میں نقصان کا باعث ہے۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کو ماحول تشکیل پاتا ہے جس میں افراتفری کے بجائے محبت، بھائی چارہ اور ہمدردی کی فضا قائم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ترجمہ: جو کوئی محنت کرتا ہے (اچھائی کرتا ہے) وہ اپنے لیے کرتا ہے۔"

حرفِ آخر:-

عقیدہ آخرت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کی وضاحت اور تفصیلات بیان کر دی گئی ہیں۔ یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت صلہ پانے کی جگہ ہے۔ آخرت پر ایمان لانے سے ہی دنیا کی زندگی میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ آخرت پر ایمان رکھنے والوں کی دنیا و آخرت دونوں سنور جاتے ہیں۔ یہ دنیا عارضی قیام گاہ ہے۔ یہاں کی ہر چیز فانی ہے جبکہ آخرت مشکل ٹھکانہ ہے۔ وہاں کی راحت و آرام دائمی ہیں۔

موت کے بعد

قبر میں پہنچنے کے بعد

جب ایک شخص مر جاتا ہے، تو اس کی روح کو قبر میں لے جایا جاتا ہے۔ قبر میں، روح کو دو فرشتوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اسے اس کی زندگی کے بارے میں سوالات پوچھتے ہیں۔ روح کے جوابات اس کی آخرت کے لیے فیصلہ کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

قیامت کا دن

قیامت کا دن وہ دن ہے جب دنیا کا خاتمہ ہوگا اور تمام لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس دن، لوگ اپنے اعمال کے مطابق جنت یا جہنم میں جائیں گے۔

جنت

جنت ایک نعمتوں کی جگہ ہے جہاں ایماندار لوگوں کو جائیں گے۔ جنت میں بہت ساری نعمتیں ہیں، جیسے کہ ہمیشہ کا امن، خوشی، اور نعمتیں۔

جہنم

جہنم ایک عذاب کی جگہ ہے جہاں کافر اور نافرمان لوگوں کو جائیں گے۔ جہنم میں بہت سے عذاب ہیں، جیسے کہ آگ، گرمی، اور درد۔ دین اسلام میں، موت ایک عارضی عمل ہے جو انسان کی زندگی کا اختتام نہیں ہے۔ موت کے بعد، روح ایک دوسرے عالم میں منتقل ہوتی ہے، جہاں اسے اپنے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جاتی ہے۔

موت کے بعد کے مراحل کے بارے میں اسلام میں کچھ خاص عقائد ہیں، جن میں شامل ہیں: قبر میں روح کا سوال و جواب: قبر میں، روح کو دو فرشتوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اسے اس کی زندگی کے بارے میں سوالات پوچھتے ہیں۔ روح کے جوابات اس کی آخرت کے لیے فیصلہ کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

قیامت کا دن

قیامت کا دن وہ دن ہے جب دنیا کا خاتمہ ہوگا اور تمام لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس دن، لوگ اپنے اعمال کے مطابق جنت یا جہنم میں جائیں گے۔

جنت کی نعمتیں

جنت ایک نعمتوں کی جگہ ہے جہاں ایماندار لوگوں کو جائیں گے۔ جنت میں بہت ساری نعمتیں ہیں، جیسے کہ ہمیشہ کا امن، خوشی، اور نعمتیں۔

جہنم کا عذاب

جہنم ایک عذاب کی جگہ ہے جہاں کافر اور نافرمان لوگوں کو جائیں گے۔ جہنم میں بہت سے عذاب ہیں، جیسے کہ آگ، گرمی، اور درد۔ یہ عقائد اسلام میں موت کے بعد کے مراحل کو سمجھنے میں مدد کرتے ہیں۔



عقیدہ آخرت کے متعلق سائنس اور فطرت

عقیدہ آخرت کے متعلق سائنس اور فطرت کے کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

• انسانی روح کا وجود:

سائنس کا ابھی تک یہ جواب نہیں ہے کہ انسانی روح کیا ہے یا وہ جسم سے الگ وجود رکھتی ہے یا نہیں۔ تاہم، کچھ سائنسی تجربات اور مشاہدات نے انسانی روح کے وجود کی حمایت کی ہے۔ مثال کے طور پر، کچھ لوگوں نے موت کے بعد کے زندگی کے تجربات کا دعویٰ کیا ہے، جو ایسے تجربات ہیں جو لوگوں نے موت کی حالت میں ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان تجربات میں اکثر ایک روشن روشنی، ایک احساس ہونے کا احساس، اور ان کی زندگی کا خلاصہ شامل ہوتا ہے۔

• تخلیق کا نظام

کچھ لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ تخلیق کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو موت کے بعد کے وجود کی اجازت دیتا ہے۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر دنیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں اچھائی اور برائی، زندگی اور موت، اور خوشی اور غم ایک ساتھ موجود ہیں، تو یہ ممکن ہے کہ ایک ایسی جگہ بھی ہو جہاں لوگ اپنے اعمال کے مطابق جزایا سزا پا سکیں۔

• انسانی روح کی وسعت

کچھ لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ انسانی روح ایک ایسی وسیع چیز ہے جو صرف جسم سے محدود نہیں ہے۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ انسان اپنے جسم سے زیادہ کچھ ہیں، اور کہ ہمیں ایک ایسی دنیا میں دوبارہ زندہ کیا جاسکتا ہے جو جسمانی دنیا سے مختلف ہے۔ یہ دلائل عقیدہ آخرت کے لیے ایک بنیاد فراہم کر سکتے ہیں، لیکن وہ حتمی ثبوت نہیں ہیں۔ آخر میں، عقیدہ آخرت ایک مذہبی عقیدہ ہے جو ایمان پر مبنی ہے۔

عقیدہ آخرت کے متعلق سائنس اور فطرت کے کچھ مخصوص دلائل یہ ہیں:

• انسانی دماغ کی پیچیدگی

انسانی دماغ ایک انتہائی پیچیدہ اور حساس عضو ہے جو ہمیں سوچنے، محسوس کرنے، اور تجربات کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ پیچیدگی صرف جسمانی عملوں سے پیدا نہیں ہو سکتی، بلکہ اس میں ایک ایسی روحانی یا غیر مادی حقیقت بھی شامل ہو سکتی ہے جو موت کے بعد بھی جاری رہ سکتی ہے۔

• انسانی تجربہ

لوگ ہمیشہ سے موت کے بعد کے وجود کے بارے میں سوچتے رہے ہیں۔ دنیا بھر میں بہت سے مذاہب اور روحانی روایات ہیں جو آخرت کے بارے میں عقیدے کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ عقیدے لوگوں کے تجربات پر مبنی ہیں، بشمول موت کے بعد کے زندگی کے تجربات اور روحانی تجربات۔

• فطرت کا نظام

فطرت کا نظام ایک پیچیدہ اور منظم نظام ہے جو ہمارے ارد گرد کی دنیا کو قائم رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نظام ایک ایسے خالق کی نشانی ہے جو موت کے بعد کے وجود کو بھی ممکن بنا سکتا ہے۔ یہ صرف کچھ دلائل ہیں جو عقیدہ آخرت کے حق میں پیش کیے گئے ہیں۔ آخر میں، ہر فرد کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ ان دلائل سے متاثر ہوتا ہے یا نہیں۔

عالم برزخ

عالم برزخ سے مراد وہ عالم ہے جہاں انسان کی روح موت کے بعد قبر میں رہتی ہے۔ اس عالم میں روح کو اپنے اعمال کا حساب دینا پڑتا ہے، اور اسے اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جاتی ہے۔

عالم برزخ کے بارے میں مختلف مذاہب اور روحانی روایات میں مختلف عقائد ہیں۔ تاہم، عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسا عالم ہے جہاں روح کو جسم کے بغیر وجود ہوتا ہے۔ اس عالم میں روح کو اپنی زندگی کے بارے میں سوچنا پڑتا ہے، اور اسے اپنے اعمال کے نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عالم برزخ کو کبھی کبھی "قبر کی زندگی" بھی کہا جاتا ہے۔ اس عالم میں روح کو قبر میں رہنا پڑتا ہے، اور اسے دوبارہ زندہ ہونے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ عالم برزخ کے بارے میں کچھ مخصوص عقائد درج ذیل ہیں:

قبر میں سوال و جواب

قبر میں، روح کو دو فرشتوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اسے اس کی زندگی کے بارے میں سوالات پوچھتے ہیں۔ روح کے جوابات اس کی آخرت کے لیے فیصلہ کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

عذاب قبر

کچھ مذاہب اور روحانی روایات میں یہ عقیدہ ہے کہ برے اعمال کرنے والوں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ یہ عذاب جسمانی یا روحانی ہو سکتا ہے۔

راحت قبر

کچھ مذاہب اور روحانی روایات میں یہ عقیدہ ہے کہ اچھے اعمال کرنے والوں کو قبر میں راحت دی جاتی ہے۔ عالم برزخ ایک ایسا موضوع ہے جس پر صدیوں سے بحث کی جا رہی ہے۔ کوئی حتمی جواب نہیں ہے، لیکن مختلف لوگوں کے اپنے عقائد اور نظریات ہیں۔

تفصیلی سوالات/جوابات



- ۱۔ عقیدہ آخرت کی وضاحت کریں۔
جواب صفحہ نمبر (25)
- ۲۔ موت کے بعد کے اہم مراحل کو نکون سے ہے۔
جواب صفحہ نمبر (29)

مختصر سوالات/جوابات

- ۳۔ عقیدہ آخرت کے متعلق سائنس اور فطرت کے کیا دلائل ہیں؟
جواب صفحہ نمبر (30)
- ۴۔ عقیدہ آخرت کے انسانی زندگی پر کوئی تین اثرات تحریر کریں۔
جواب صفحہ نمبر (27)
- ۵۔ عالم برزخ سے کیا مراد ہے؟
جواب صفحہ نمبر (32)

www.pakcity.org



ایمان بالکتاب

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کیں ان پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کتابوں کو نازل کیا جو کہ مخلوق کیلئے باعث رحمت و ہدایت ہیں۔ آسمانی کتابیں بندوں کیلئے دنیا و آخرت کی سعادت کی ضامن، اور ان کیلئے دنیا میں گزر بسر کرنے کیلئے ایک نظام زندگی اور دستوریات ہیں، اور لوگوں کے اختلاف کی صورت میں ان کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے گزشتہ زمانے میں مختلف قوموں کی ہدایت کے لئے صحیفے اور کتابیں نازل کی ہیں، ان میں سے چار مشہور کتابیں یہ ہیں جو اللہ نے اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائیں۔

توریت: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔

زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی۔

انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔

قرآن حکیم: اللہ تعالیٰ کی آخری اور افضل و اکمل کتاب ہے جو اللہ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔

کتابوں پر ایمان لانے کی حقیقت و ضرورت

کتابوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ دل سے اس بات کی تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کتابیں اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہیں جو کہ اس کا حقیقی کلام ہے، اور غیر مخلوق ہے، اور ان میں نور ہے اور وہ باعث ہدایت ہیں اور ان میں جو کچھ ہے اس کی پیروی کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور ان کی تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کا یا ان میں سے بعض کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو (اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اسی طرح ان کتابوں پر بھی جو اس نے اس سے پہلے نازل کی ہیں، اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن سے کفر کیا، وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

کتابوں پر ایمان لانے کی کیفیت

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا دو طرح کا ہے اجمالی اور تفصیلی، اجمالی ایمان سے مقصود یہ ہے کہ آپ اس بات پر ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام پر کتابوں کو نازل فرمایا ہے۔ اور تفصیلی ایمان سے مقصود یہ ہے کہ آپ ان کتابوں پر ایمان لائیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے نام لے کر

اپنی کتاب قرآن مجید میں کیا ہے، اور وہ ہیں قرآن کریم، توراۃ، زبور، انجیل اور حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے صحیفے، اور آپ اس بات پر بھی ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ کی اور بھی کتابیں ہیں جن کو اس نے اپنے نبیوں پر نازل فرمایا جن کے ناموں اور تعداد کا علم سوائے اس کے اور کسی کو نہیں۔ اور یہ بات ہمارے ذہنوں میں رہے کہ ان تمام کتابوں کی دعوت ایک ہی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے بندے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اس کی توحید کا اقرار کریں، محض اس کی رضا کیلئے اعمال صالحہ انجام دیں، اور شرک اور معاصی سے اجتناب کریں۔

قرآن مجید کی خصوصیات

قرآن کو جس کسی نے بھی توجہ سے پڑھا ہو، وہ اس کی خصوصیات سے ضرور حیرت زدہ ہوگا اور یہی خصوصیات اسے دنیا بھر کی لاکھوں کروڑوں



کتابوں سے الگ ایک امتیازی مقام عطا کرتی ہیں۔

چند خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

لارِب کتابیں

ہمارے سامنے یہ واحد کتاب ایسی ہے جس میں کہیں کسی مقام پر کوئی بات شبہ کے انداز میں نہیں کہی گئی۔ کوئی اصول، کوئی حکم، کوئی تجزیہ اور کوئی تبصرہ اس میں ایسا دکھائی نہ دے گا جس کے پیچھے تذبذب کا فرما ہو، ہر بات یقین و تحدی کے ساتھ کہی گئی ہے۔ اس کا ایک ایک فقرہ یہ بتاتا ہے کہ اس کے مصنف کو اس بات کا قطعاً کوئی اندیشہ لاحق نہیں ہے کہ اس کی بات کو جھٹلایا بھی جاسکتا ہے۔ کہیں کسی سطر میں کوئی ایسی کمزوری نہیں جھلکتی، جیسی بالعموم انسانی تصانیف میں پائی جاتی ہے۔ کوئی ایسا موقع نہیں آتا، جہاں یہ محسوس ہو کہ مصنف نے خوب صورت لفظوں اور نگارش کا پردہ ڈال کر اپنی کسی کوتاہی کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب، کتاب حق اور کتاب یقین ہے اور آغاز ہی میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے کہہ دیا گیا ہے کہ۔ اس میں کہیں کوئی تضاد نہیں ملتا۔ حالانکہ بہترین مفکرین و محققین اور ادبا و شعرا کے مرتب کردہ جو دفتر ہمارے سامنے ہیں ان میں سے کوئی اعلیٰ ترین نگارش بھی اس عیب سے پوری طرح منزہ و مبرا نہیں ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی مقام تضاد ضرور آئے گا، جب کہ قرآن میں کہیں ایسی ذہنی الجھنیں منعکس نہیں ہوتیں۔ کہیں کوئی ابہام نہیں ملتا، کسی مقام پر فراہمیت کا رجحان نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ اس کتاب نے اپنے مخالفین و منکرین کو ایک سے زیادہ بار چیلنج کیا کہ ایسی کوئی سورت یا چند آیتیں ہی مرتب کر کے دکھا دو۔ ایک آدمی نہیں بہت سے آدمی مل کر اپنی کاوشیں مجتمع کر لیں اور قرآنی ادب کا جواب پیش کر دکھائیں۔ یہ چیلنج جس کو چودہ سو سال میں کوئی بھی قبول نہ کر سکا آج بھی اپنی جگہ پر قائم ہے اور آج بھی دنیا بھر کے انسان اپنی مجموعی قابلیتوں اور تخلیقی قوتوں کو جمع کر کے قرآنی انداز نگارش اور معیار کلام کا جواب نہیں دے سکتے۔ اس کتاب کی یہ ایسی خصوصیات ہیں جو اس کے دعوے کو برحق ماننے پر ہر معقول اور خوش ذوق آدمی کو مجبور کر دیتی ہیں، کہ اس کتاب کا مصنف کوئی انسان نہیں بلکہ خداوند تبارک و تعالیٰ ہے۔

کتاب العلم

فی الحقیقت قرآن ایک مکمل دین پیش کرتا ہے۔ یہ گویا زندگی کی کتاب ہدایت ہے اور اس میں ایک نظام تہذیب کا خاکہ دیا گیا ہے۔ اس نظام تہذیب کو چلانے کے لیے جیسی حکومت کی، اور اسے قائم کرنے کے لیے جیسی تحریک کی ضرورت ہے، اس کی رہنمائی موجود ہے۔ پھر مطلوبہ ریاست اور تحریک کے لیے جیسی جماعت و تنظیم اور جیسے انسانوں کی ضرورت ہے، ان کا معیار پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا موضوع انسان ہے اور یہ انسان کی زندگی کے ہر پہلو سے بحث کرتی ہے۔ اس میں زندگی کو ایک وحدت اور ایک کل مان کر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ایک مخصوص طرز کی سوشیالوجی (سماجیات) کی کتاب ہے اور ایک مکمل سوشل سسٹم یا نظام اجتماعی ہمارے سامنے رکھتی ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ قرآن عدل اجتماعی کا ایک جامع فارمولا ہے۔ ایسی کتاب میں قدرتی طور پر ہر شعبہ زندگی اور ہر علم کے بارے میں بحث ہونی چاہیے، لیکن یہ کتاب ہماری مروجہ تقسیم علوم کے مطابق کسی خاص جزوی علم کی کتاب نہیں ہے، بلکہ اس میں تمام علوم پر حاوی ہو جانے والا اور تمام علوم کو چند اٹل بنیادی حقائق اور اصولوں کے ذریعے منضبط اور ہم آہنگ کرنے والا علم پیش کیا گیا ہے، جسے اس کتاب نے قرار دیا ہے، یعنی وہ علم ہدایت جو انسانی زندگی کی اصطلاحاً العلم مجموعی فلاح کے لیے ناگزیر بنیادی علم ہے۔ وہ رہنما علم جو تمام علوم کو اور انسانی قافلہ ہائے افکار کو درستی پر قائم رکھتا ہے اور انھیں بھٹکنے سے روکتا ہے۔ قرآن جس العلم پر مشتمل ہے اس میں ایک تو وہ اساسی صداقتیں شامل ہیں جن پر یہ کائنات چل رہی ہے اور جن کے تحت زندگی کا ظہور اور نشوونما ہوا ہے، دوسرے وہ تاریخی اصول ہیں جن کے تحت قوموں کا عروج و زوال واقع ہوتا ہے، اور تیسرے وہ اخلاقی ضابطے، بینجن سے فرد اور معاشرے کی زندگی سنورتی ہے اور جن کو ترک کرنے سے اس میں فساد واقع ہوتا ہے۔ وہ ضابطے جو اس کی زندگی کو کائنات کے حقائق سے ہم آہنگ اور اسے خدا کی رضا اور خوش نودی کا سزاوار بناتے ہیں۔

الفرقان

اس کتاب کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ حق و باطل، خیر و شر، اچھے اور بُرے کے درمیان تمیز قائم کرنے والی ہے۔ چنانچہ خود اس نے اپنے آپ کو الفرقان کہا ہے۔ سورہ فرقان میں ارشاد ہے

خداے عزوجل، بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندہ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلے کی کتاب قرآن نازل کی تاکہ اہل عالم کو متنبہ کرے (ڈرائے)۔

منفرد اور جداگانہ اسلوب

قرآن کی خصوصیت میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا کی بہترین ادبی کتاب ہے۔ اس کا بالکل جداگانہ اور نرالا اسلوب ہے، جسے آسمانی ادب یا الہامی ادب کا عنوان دیا جاسکتا ہے۔ قرآن کی ادبیت کا کمال یہ ہے کہ کلام کرنے والا خدا ہے اور حرف مدعا اسی کی طرف سے صادر ہوا ہے، مگر انداز کلام وہ ہے جو انسانی ذوق اور انسانی حیاتِ جمال اور انسانی معیار لطافت کے لحاظ سے ایسی بلندیوں کو چھو رہا ہے جس کی کوئی دوسری مثال نہیں۔ الفاظ اور

اصطلاحات روایت کے دائرے سے لیے گئے ہیں۔ تشبیہیں اور استعارے جانے پہچانے ماحول سے اٹھائے گئے ہیں۔ انسانی لٹریچر میں بلاغت و فصاحت کے جو راستے نکالے گئے ہیں ان کو مد نظر رکھا گیا ہے، لیکن بحیثیت مجموعی جو ادب پارہ تیار ہوا ہے وہ منفرد اور یکتا ہے۔ قرآن اگرچہ اصلاً ایک کتاب اور ایک نوشتہ ہے، مگر اس میں لطف خطابت بھی شامل ہے جو اسے دہرا حسن بخشتا ہے اور اس میں ذہنی نفوذ اور دل میں سرایت کر جانے کی کیفیت بڑھا دیتا ہے۔ پھر اسی مناسبت سے اس کی ایک شانِ تصریف و تکرار ہے، یعنی ایک ہی مضمون کو سورتوں سے باندھا جاتا ہے۔ تصریف و تکرار میں اگر یکسانی ہو تو کلام دلنشین ہونے کے بجائے اکتاہٹ پیدا کرتا ہے مگر قرآن کا کوئی ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں قاری اکتاہٹ محسوس کرے۔ کہیں بات اجمال میں چھوڑ دی گئی۔ کہیں ذہن کو حرکت دلانے کے لیے محض ہلکی سی اشاریت سے کام لیا گیا ہے۔ کہیں تمثیل و استعارہ سے اور کہیں واشگاف انداز سے، کہیں چھوٹے چھوٹے جملوں اور دھیمے دھیمے الفاظ میں معانی کا بہاؤ پایا جاتا ہے، اور کہیں پر زور الفاظ اور پر شکوہ جملوں کی صورت میں حرف مدعا ایک طوفانی ریلا بن جاتا ہے جو جامد پتھروں کو ان کی جگہ سے اکھیر کر بہا لے جاتا ہے۔ کہیں نصیحت ہے کہ نگہ تگل کی مانند غیر محسوس سا اثر ڈالتی ہے۔ کہیں دعوت ہے دل سوزی کے ساتھ، اور کہیں تنقید ہے بڑی قوت کے ساتھ۔ پھر بار بار عبارت کا مزاج بدلتا ہے، ترنم کے پیرائے بدلتے ہیں اور اس ادل بدل سے ذوق کی لطیف سطح پر خوش گوار نقوش ثبت ہوتے ہیں۔



قرب خدا

اس کتاب کی ایک عظیم الشان خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے قاری کو خدا سے قریب کر دیتی ہے اور خدا اس کے قریب آجاتا ہے۔ خدا کا یہ تصور کہ وہ الگ تھلگ وجود ہے، جس سے انسان کا براے نام سا تعلق ہے، وہ بھی بلین دور پار کا! قرآن پڑھتے ہی اس قسم کا محدود، کمزور اور باطل تصور مٹ جاتا ہے۔ قرآن کا خدا ایسا ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے آدمی کو وہ بالکل اپنے سامنے، اپنے آپ پاس بلکہ عین اپنے دل میں قرآن میں محسوس ہونے لگتا ہے۔ جہاں داخل ہوتے ہی قاری محسوس کرتا ہے کہ خدا کو اس سے گہرا تعلق ہے، اس سے گہری محبت ہے۔ خدا کو اس سے دل چسپی اور ہمدردی ہے۔ وہ اس کے ہر خیال کے ساتھ ساتھ ہے۔ اس کے ہر کام میں حصہ لے رہا ہے۔ وہ اس کی دعائیں سنتا، اس کی پکاروں کا جواب دیتا، اس کے کام سنوارتا، اسے خیر سے بہرہ ور کرتا اور شر سے بچاتا ہے۔ قرآن کا قاری اگر قرآن کی دعوت پر لبیک کہہ کر بدی اور ظلم کی طاقتوں کے خلاف راستی اور نیکی کی جنگ لڑنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہتا کہ اس جنگ میں خدا خود اس کا ساتھی ہے۔ وہ اس کے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں اور سر پر اور سینے کی گہرائیوں میں موجود ہے۔ وہ اس کا خنجر جہاد ہے، وہ اس کے بچاؤ کی ڈھال ہے، وہ اس کے بازوؤں کی قوت ہے۔

محفوظیت

قرآن کریم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ آخری الہامی کتاب ہے جو چودہ سال سے اپنی اصلی حالت میں لفظاً، حرفاً اور اعراباً موجود ہے۔ حفاظتِ قرآن اس کی ترتیب و جمع اور تعلیم و تعلم کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اعجاز قرآن مجید

اعجاز قرآن مجید سے مراد وہ خصوصیات ہیں جو قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں اور جو کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ یہ خصوصیات قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت کو ظاہر کرتی ہیں۔

قرآن مجید کے اعجاز کی کئی قسمیں ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

لسانی اعجاز

قرآن مجید کی زبان میں ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، قرآن مجید کی زبان نہایت سادہ اور سلیس ہے، لیکن اس میں بڑے سے بڑے فلسفیانہ اور علمی مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

علمی اعجاز

قرآن مجید میں ایسے سائنسی حقائق بیان کیے گئے ہیں جو اس وقت نہیں تھے، لیکن بعد میں سائنس نے ان حقائق کی تصدیق کی ہے۔ مثال کے طور پر، قرآن مجید میں زمین کی کروی شکل، سمندروں کے بہاؤ، اور سورج اور چاند کے مدار کے بارے میں سائنسی حقائق بیان کیے گئے ہیں۔

نبوی اعجاز

قرآن مجید میں ایسے پیشگوئیاں کی گئی ہیں جو بعد میں سچ ثابت ہوئیں۔ مثال کے طور پر، قرآن مجید میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ ایک عورت ایک ایسے بچے کو جنم دے گی جو اللہ تعالیٰ کا رسول ہوگا۔ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی پیشگوئی تھی، جو سچ ثابت ہوئی۔

روحانی اعجاز

قرآن مجید میں ایسے جذبات اور خیالات کو بیان کیا گیا ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قرب اور محبت کی طرف لے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، آخرت کے بارے میں نصیحتیں، اور نیک اعمال کی ترغیب دی گئی ہے۔

قرآن مجید کے اعجاز اس کی حقانیت اور عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ اعجاز قرآن مجید کو ایک ایسی کتاب بناتے ہیں جو دنیا کی تمام کتابوں سے ممتاز ہے۔ قرآن مجید کے چند مخصوص اعجاز درج ذیل ہیں:

قرآن مجید کی ترتیب

قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کی ترتیب ایسی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو مکمل کرتی ہیں۔

قرآن مجید کی زبان

قرآن مجید کی زبان میں ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اسے ایک زندہ اور ہمیشہ سے نیا بنادیتی ہیں۔

قرآن مجید کی جامعیت

قرآن مجید ہر شعبہ زندگی کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

قرآن مجید کی تاثیر

قرآن مجید انسان کے دلوں پر ایک خاص اثر ڈالتا ہے۔

قرآن مجید کی ان خصوصیات کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے۔ یہ کتاب انسانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔



الہامی کتابوں کی ضرورت

انسانوں کو الہامی کتابوں کی ضرورت کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- مقصد اور معنی تلاش کرنے کے لیے: انسان ایک روحانی مخلوق ہے جو اپنے وجود کا مقصد اور معنی تلاش کرتا ہے۔ الہامی کتابیں انسانوں کو ان کے وجود کے حقیقی مقصد اور معنی کے بارے میں آگاہ کرتی ہیں اور انہیں اپنی زندگیوں کو ایک معنی خیز انداز میں گزارنے میں مدد کرتی ہیں۔
- اخلاقی رہنمائی کے لیے: الہامی کتابیں انسانوں کو اخلاقی طور پر صحیح زندگی گزارنے کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ وہ انسانوں کو اچھے اور برے کے درمیان فرق کرنے اور اپنی زندگیوں میں اچھے اعمال کو ترجیح دینے میں مدد کرتی ہیں۔
- روحانی ترقی کے لیے: الہامی کتابیں انسانوں کو اپنی روحانی ترقی میں مدد کرتی ہیں۔ وہ انسانوں کو اپنے آپ کو خدا کے قریب لانے اور ایک زیادہ روحانی زندگی گزارنے میں مدد کرتی ہیں۔
- الہامی کتابوں کی کچھ مخصوص مثالوں میں قرآن، تورات، انجیل اور اوستا شامل ہیں۔ یہ کتابیں مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے لوگوں کے لیے ایک اہم روحانی رہنمائی ہیں۔
- الہامی کتابوں پر ایمان رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان کتابوں کو خدا کی طرف سے نازل کردہ سچائی کے طور پر قبول کرتا ہے۔ وہ ان کتابوں کے پیغامات پر عمل کرنے اور ان کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- الہامی کتابوں کے بارے میں مختلف نقطہ نظر ہیں۔ کچھ لوگ ان کتابوں کو صرف تاریخی دستاویزات یا ادبی کاموں کے طور پر دیکھتے ہیں۔ دوسروں کا خیال ہے کہ یہ کتابیں خدا کی طرف سے لوگوں کو ہدایت اور رہنمائی فراہم کرنے کے لیے نازل کی گئی ہیں۔
- آخر میں، الہامی کتابوں پر ایمان رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ ایک ذاتی ہے۔ تاہم، ان کتابوں نے دنیا بھر کے لوگوں پر گہرا اثر ڈالا ہے اور وہ اب بھی بہت سے لوگوں کے لیے روحانی رہنمائی کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔

تفصیلی سوالات و جوابات

- ۱۔ الہامی کتابوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟
جواب صفحہ نمبر (34)
- ۲۔ جن انبیائے کرام علیہم السلام پر الہامی کتابیں اور مجھے نزول ہوئے ان کا ذکر کریں۔
جواب صفحہ نمبر (34)

مختصر سوالات و جوابات

- ۱۔ قرآن مجید کی خصوصیات بیان کیجئے۔
جواب صفحہ نمبر (35)
- ۲۔ حفاظت قرآن مجید کا مطلب کیا ہے؟
جواب صفحہ نمبر (37)
- اعجاز قرآن مجید کسے کہتے ہیں؟
جواب صفحہ نمبر (38)
- انسانوں کو الہامی کتابوں کی ضرورت کیوں ہے؟
جواب صفحہ نمبر (39)

www.pakcity.org





حصہ ب عبادات

اسلام کے بنیادی ارکان

ارکان کے لغوی معنی "ارکان" "رکن" کی جمع ہے رکن عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنی ہیں پختہ ستون، مضبوط مینار، کسی عمارت کا وہ اہم ترین حصہ جس پر اس عمارت کے قائم رہنے کا دار و مدار ہو۔

ارکان کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں "ارکان" سے مراد دین کے وہ بنیادی اصول و اعمال ہیں جن پر اسلام کی پوری عمارت قائم دائم ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ شہادت یعنی اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری رسول ہونے کی گواہی
- ۲۔ صلوٰۃ یعنی نماز پانچ وقتہ
- ۳۔ زکوٰۃ یعنی ضرورت مندوں کا حق
- ۴۔ صوم یعنی رمضان المبارک کے روزے
- ۵۔ حج زیارت بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ جانا

صلوٰۃ (نماز)

صلوٰۃ (نماز) کے لغوی معنی

صلوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنی "دعا"، "رحمت"، "مغفرت" (استغفار) بزرگی بیان کرنے اور پاکی بیان کرنے کے ہیں۔

صلوٰۃ (نماز) کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں "صلوٰۃ" (نماز) سے مراد مخصوص اقوال و افعال پر مشتمل اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کا وہ خاص طریقہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کے حکم سے اپنی امت کو سکھایا جسکی ابتدا و تکمیل تحریمہ (اللہ اکبر) سے اور انتہا "سلام" پر ہوتی ہے۔

صلوٰۃ (نماز) کی غرض و غایت

نماز کا بنیادی مقصد اسکی غرض و غایت نفس (یعنی قلب و روح) کو پاک و صاف کر کے ایمان و یقین سے آراستہ کرنا اور سنوارنا ہے نماز کے ذریعہ بندہ (انسان) اپنے رب سے مناجات (دعائیں) کرتا ہے اور اللہ کے قریب ہو جاتا ہے گویا طہارت و پاکیزگی نماز کی غرض و غایت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ: فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔

صلوٰۃ (نماز) کا تاریخی پس منظر

وضو اور صلوٰۃ کا آغاز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو جبریل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا ابتداء میں دو رکعت صبح اور دو رکعت شام کی فرض کی گئیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

"اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح بیان کرو"

فرضیت صلوٰۃ (نماز) کا حکم

نماز کی فرضیت کا حکم ہجرت سے ایک یا ڈیڑھ سال قبل معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر نازل ہوا۔ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ حضرت موسیٰ کے مشورہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الہی میں پیش ہوئے اور نمازوں میں تخفیف (کمی) کی درخواست کرتے رہے بالآخر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ اور ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر کر دیا گیا۔

نماز کی فرضیت اور حکم قرآن کریم کی روشنی میں

نماز ہر عاقل و بالغ مومن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے قرآن حکیم کی کئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

پس نماز قائم کرو بے شک نماز ایمان والوں پر مقررہ وقت پر لازم ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

سب نمازوں کی اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اور نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو

نماز کی اہمیت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

نماز کی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں جن میں نماز کی تاکید کر کے اس کی انسانی زندگی میں اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے نماز کے چند فائدے مندرجہ ذیل ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اصل دین اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے" (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مُفْرَاوَرِ اِیْمَانِ مِیْلَ نَمَازِ کَافِرِ قَہ" (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"نَمَازِ مِیْرِ اَنکَہِ کِی ٹَہْٹَکَ ہ" (نسائی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانچ نمازوں کی مثال اس میٹھی اور گہری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے (کے پاس سے گزر رہی ہو) وہ اس میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے "گی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا "نہیں" فرمایا "پانچ نمازیں بھی گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جیسا کہ پانی میل کچیل کو صاف (صحیح مسلم) کر دیتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس مسلمان کے پاس کسی فرض نماز کا وقت آپہنچتا ہے، وہ اس کے لیے اچھے وضو، "خشوع اور رکوع کا اہتمام کرتا ہے تو وہ "نماز اس کے پچھلے گناہوں کیلئے کفارہ بن جائے گی جب تک کہ بڑا گناہ نہ کیا جائے اور) یہ قانون ساری زندگی جاری رہتا ہے۔



نماز باجماعت کی اہمیت و فضیلت

اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اکیلے نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اکیلے نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز ستائیس درجے میں زیادہ ہو جاتی ہے

نماز کی قسمیں

- فرض عین :- یہ دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہیں۔
- فرض کفایہ :- اس کی مثال نماز جنازہ ہے اگرچند افراد بھی ادا کر لیں۔ اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو اس بستی کے سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن لوگ گنہگار ہوں گے۔
- واجب :- جیسے و تراویح عید الفطر و عید الاضحیٰ کی نمازیں۔
- نفل نماز :- جیسے نماز تہجد، نماز استسقاء (بارش کیلئے نماز)۔
- سنت موکدہ :- جیسے فجر کی سنت وغیرہ۔

نماز کے دوران ذہن میں رکھنے والی باتیں

یکسوئی اور انہماک

جب نماز شروع کی جائے تو نمازی تمام باتوں کو بھول کر صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں منہمک ہو جاتا ہے۔ خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے۔ نماز میں دل و دماغ کو خیالات اور وسوسوں کے ہجوم اور دنیاوی الجھنوں سے محفوظ رکھا جائے اور ایسی عاجزانہ کیفیت اختیار کی جائے جو رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کے لیے ضروری ہے۔

خلوص نیت

ہر عمل کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ نماز کی ظاہری صورت سب کو نظر آرہی ہوتی ہے جبکہ باطنی صورت یعنی نیت کا اخلاص صرف اللہ جانتا ہے۔ اس لیے ایسی نماز ادا کی جائے کہ جسمیں کوئی دنیاوی غرض، ریا، نمود و نمائش طلب شہرت و معاوضہ نہ ہو بلکہ صرف اللہ کے حکم کی بجا آوری اور اس کی رضا و خوشنودی کے لیے ہو۔

وقت کی پابندی

ہر کام اپنے وقت پر اچھا لگتا ہے اسی طرح پانچوں نمازیں اپنے مقررہ وقت پر ادا کرنی چاہیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل عمل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا بروقت نماز کی ادائیگی

نماز میں سُستی نہ برتنا

نماز میں سُستی منافق اور فاسق کی علامتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز میں سُستی اور غفلت کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "ان نمازیوں کیلئے افسوس (ویل نامی جہنم جگہ ہے) جو اپنی نماز سے کی غفلت اور سُستی کرتے ہیں۔"

ادب کیساتھ قیام کرنا

نماز میں قیام کی حالت میں ہاتھ باندھ کر باادب رہنا چاہیے ہلنے چلنے، کھجلائے، لباس سمیٹنے سے گریز کرنا چاہیے اور پوری نماز ادب کی حالت میں ادا کرنی چاہیے۔

دنیا کے معمولی افسروں کے سامنے جاتے وقت کتنی تیاریاں کی جاتی ہیں اور ہر بات کا خیال رکھا جاتا ہے تو رب العالمین کے دربار میں تو ان باتوں کا بے حد خیال رکھنا چاہیے۔

رزق حلال کا اہتمام

انسان جو کچھ کھاتا ہے اس کا اثر اس کے جسم و روح اور اعمال اور رویوں پر پڑتا ہے۔ اگر وہ رزق حلال کھائے گا تو اس کی روح توانا ہوگی اس لیے رزق حلال کی بہت تاکید آئی ہے۔ ہر نیک عمل کی قبولیت میں رزق حلال کی بڑی اہمیت ہے۔ حرام کمائی سے دیا ہوا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور حرام غذا کھانے والوں کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔



نماز کے انفرادی واجتماعی فائدے نماز کے انفرادی فائدے

علی الصبح بیداری کی عادت

صبح سویرے بیداری کو میڈیکل سائنس میں حفظانِ صحت کے اصولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اپنے دن کا آغاز نمازِ فجر سے کرنا چاہئے۔ اس وقت بہت اچھا سماں ہوتا ہے۔ فضا میں گرد و غبار اور آلودگی نہیں ہوتی اور صبح سویرے اٹھنے کا عادی شخص دن بھر چاق و چوبند رہتا ہے اور جو شخص صبح جلدی اٹھنے کا عادی ہوتا ہے وہ یقیناً رات کو جلدی سو جاتا ہے۔ صبح جلدی اٹھنا اور رات کو جلدی سونا دونوں عادتیں صحت اور عقل کے فائدے کیلئے ہیں۔

برائی اور بے حیائی سے تحفظ

نماز برائی اور بے حیائی سے روکنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ بعض مرتبہ یہ بات مشاہدے میں آتی ہے کہ کوئی شخص نماز بھی پڑھتا ہے لیکن برائی سے بھی نہیں بچتا۔ یاد رکھنا چاہیے دوائیں اُس وقت اپنا پورا اثر کرتی ہیں جب انہیں پابندی کے ساتھ ڈاکٹر کے بتائے ہوئے طریقہ پر استعمال کیا جائے اسی طرح نماز اس کے آداب و شرائط کیساتھ سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ادا کی جائے تو یقیناً اس کا اثر بہت تیز ہو جاتا ہے۔

اظہارِ عبودیت

نماز میں بندہ خالق کے سامنے بندگی کا اظہار کرتا ہے اور اپنا سراسر اور پیشانی اس کے سامنے جھکا کر بار بار اللہ کے معبودِ حقیقی ہونے کا اقرار و اعلان کرتا ہے۔ نماز کا فلسفہ اور روح یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو فنا کر دے اپنی فانی ہی بقاء سمجھے۔ اللہ کی مرضی اور خوشی پر سب چیزوں کو قربان کر دے۔ نظامِ صلوٰۃ عقیدہ مساوات کا عملی اظہار ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر "صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر ہے۔"

ضبطِ نفس

اپنے آپ کو قابو میں رکھنا خواہشات اور نفس کی غلامی سے نجات انسانی زندگی میں کامیابی کی علامات ہیں۔ ہمارا دل ہمیں ہر وقت بلیک میل کرتا رہتا ہے اور نماز نہ پڑھنے کے بہانے سکھاتا رہتا ہے۔ کبھی کاروبار میں مصروفیت، کبھی سیر و تفریح چھوٹ جانے، کبھی گرمی و سردی، کبھی اور دوسرے دوسو سے ستاتے رہتے ہیں نماز سے ضبطِ نفس کی تربیت ملتی ہے۔

پابندی وقت

وقت کا صحیح استعمال ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔ تمام کاموں کو صحیح وقت پر انجام دینے کی عادت انسان کو متوازن بناتی ہے۔ گرمی و سردی، بارش و نیند، کاروبار اور دوسری مصروفیات کی پرواہ کیے بغیر نماز کی ادائیگی کو یقینی بنانا انسان کو زندگی کے باقی شعبوں میں بھی وقت کا پابند بناتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے نماز کی صحیح وقت پر ادائیگی کو بہترین عمل قرار دیا ہے اور فرمایا (مشکوٰۃ)
"سب سے افضل عمل نماز کو وقت پر ادا کرنا ہے"

نماز کے اجتماعی فائدے

باہمی تعارف

ایک علاقہ کے لوگوں کا مسجد میں وقفہ وقفہ سے میل جول ان کے بیگانگی اور اجنبیت کو دور کرتا ہے۔ اس میل ملاپ سے انسانیت اور باہمی معاون و محبت کو فروغ ملتا ہے نظام صلوٰۃ کا قیام مسلمانوں کے انتشار کو دور کر کے انہیں وحدت کی لڑی میں پرو دیتا ہے۔

مساوات

باجماعت نماز میں ہر قسم کی تفریق سے بالاتر ہو کر سب کندھے سے کندھا ملا کر ایک ساتھ ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی مسجد میں سیٹ ریز و نہیں کروا سکتا نہ کسی کو یہ حق ہے کہ وہ کسی مسلمان کو اس کی جگہ سے ہٹا کر کسی اور کو وہ جگہ دے۔ مسجد میں کالے، گورے، امیر، غریب، شاہ و گدا کا کوئی فرق نہیں ہوتا سب برابر ہوتے ہیں۔

اجتماعیت

اسلام ایک عالمگیر اور اجتماعی دین ہے۔ اسلامی تعلیمات کا ایک بڑا حصہ حقوق العباد کی ادائیگی سے متعلق ہے۔ اور کوئی نظام چلانے کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ایک دوسرے کا احترام اور باہمی مشاورت اور جدوجہد ضروری ہوتی ہے۔ اسلیے باجماعت نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ تاکہ دن میں پانچ مرتبہ ایک دوسرے سے خیالات کا تبادلہ کر سکیں۔ پھر جمعہ کا حکم ہے۔ اسمیں بڑا اجتماع ہوتا ہے اور پھر عیدین کا اجتماع ہوتا ہے اور حج کے موقع پر مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ میں پوری دنیا کے مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے تاکہ اجتماعیت کو فروغ دیا جائے۔

اُلفت و محبت

دن میں پانچ مرتبہ اور جمعہ و عیدین وغیرہ میں بار بار ملاقات کے نتیجے میں ایک دوسرے سے تعارف ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے حالات، دکھ درد، خوشی و غمی سے آگاہی ملتی ہے اور جب کسی کے بارے میں کسی پریشانی کی اطلاع ملتی ہے یا بیماری کی اطلاع ملتی ہے تو ہم فکر مند ہو جاتے ہیں اور اسی استطاعت کے مطابق اس کی خیر خواہی، مدد اور عیادت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا احساس اور محبت ایک نعمت ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے انفرادی و اجتماعی دنیاوی و آخروی برکات و فائدے ہیں چند مزید مندرجہ ذیل ہیں۔



اطاعتِ امیر

باجامعت نماز سے امیر کی اطاعت کرنے کی بھی تربیت ہوتی ہے۔ نماز میں امام کی تقلید ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص نماز میں امام کے مطابق ارکان کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس کی نماز باطل ہے۔ جو شخص کسی امیر کا کہنا ماننے اور اس کے مطابق آگے بڑھنے کی تربیت سے مالا مال ہو وہ زندگی کے باقی کاموں میں بھی ایک اچھا شخص ہوتا ہے۔ گھر میں والدین کا فرمانبرداری ہو گا اور جہاں کام کاج کرے گا وہاں کی ہدایات کو بھی اچھی طرح پورا کرے گا۔

نظم و ضبط / نظمِ جماعت

نماز سے نظم و ضبط کی تربیت ملتی ہے۔ صف بندی اور خود بخود جگہ خالی دیکھ کر اس کو مکمل کرنا اور آنا ناقص بند کی کا عمل پورا ہو جانا اور پھر ایک امام کی قیادت میں ایک ساتھ ایک آواز پر قیام، رکوع اور سجود سپلن کی بہترین مثالیں ہیں۔ اور باجماعت نماز کا اجر و ثواب بھی زیادہ رکھا گیا ہے تاکہ پانچوں وقت نماز جماعت سے پڑھنے کی ترغیب ہو اور پھر جمعہ، عیدین اور حج کے موقع پر مسجد حرام و مسجد نبوی میں ایک مثالی نظم و ضبط نظر آتا ہے۔

انسانی صحت پر نماز کے اثرات

انسان کی صحت پر نماز کے مثبت اور خوشگوار اثرات پڑتے ہیں چند مندرجہ ذیل ہیں ☆ نماز کیلئے صبح سویرے اٹھنا اور پُر سکون اور آلودگی سے پاک فضا میں سانس لینا۔ چہل قدمی کر کے مسجد جانا۔ یہ سب باتیں انسان کو صحت مند بناتی ہیں۔ دن میں پانچ مرتبہ مسواک کرنے اور دانت صاف کرنے سے دانت خوبصورت و مضبوط بن جاتے ہیں۔ مسوڑھے بھی مضبوط رہتے ہیں اور منہ کے جراثیم معدہ میں منتقل نہیں ہوتے جس سے انسان صحت مند رہتا ہے۔ ☆ وضو کرنے سے جسم کے تمام کھلے ہوئے اعضاء کی صفائی ہوتی رہتی ہے۔ جراثیم صاف ہوتے رہتے ہیں۔

تفصیلی سوالات/جوابات

- ۱۔ نماز کی فضیلت اور اہمیت پر نرٹ تحریر کیجئے۔
جواب صفحہ نمبر (43)
- ۲۔ نماز کے انفرادی اور اجتماعی فائدے تحریر کیجئے۔
جواب صفحہ نمبر (46)

مختصر سوالات/جوابات

- ۱۔ عبادت کسے کہتے ہیں۔
جواب صفحہ نمبر (41)
- ۲۔ نماز کی فرضیت کا تحفہ کب اور کیسے ملا؟
جواب صفحہ نمبر (42)
- ۳۔ نماز کے کچھ آداب اور شرط بیان کیجئے۔
جواب صفحہ نمبر (44)

www.pakcity.org





زکوٰۃ

زکوٰۃ کے لغوی معنی

زکوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنی پاک کرنے، پاک ہونے، نشوونما پانے اور بڑھنے کے ہیں۔ زکوٰۃ کو اس لیے زکوٰۃ کہا جاتا ہے کہ اس سے مال پاک و صاف بھی ہوتا ہے اور مال میں برکت و زیادتی بھی ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد مسلمان کے مال وہ حصہ ہے جو ہر صاحبِ نصاب اور صاحبِ یتیم ایک سال پورا ہونے پر عبادت کی نیت سے رضائے الہی کے لیے غریبوں مسکینوں محتاجوں اور ناداروں میں تقسیم کرتا ہے۔

زکوٰۃ کی غرض و غایت

زکوٰۃ کی غرض و غایت، قلب و ذہن کو دولت کی ہوس سے پاک کرنا ہے۔ انسان کو بخل و کنجوسی سے نجات دلانا ہے نیز اسکے دل میں غریبوں محتاجوں ناداروں سے ہمدردی پیدا کرنا اور امدادِ باہمی کے جذبہ کو فروغ دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کر لیجئے جس کے اور ان کے لیے باعثِ برکت بنیں گے۔ ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پاک کر دیں گے۔

زکوٰۃ کا تاریخی پس منظر

زکوٰۃ اور انبیائے سابقین

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء سابقین اور ان کی امتوں پر زکوٰۃ فرض رہی۔

زکوٰۃ اسلام کی نہایت اہم تعلیم

اسلام نے نہ صرف زکوٰۃ لازمی قرار دیا ہے بلکہ ادائیگی زکوٰۃ کو نہایت اہم فرض قرار دیا ہے۔ ☆ فرضیات زکوٰۃ :- فرضیات زکوٰۃ کا حکم ۲ھ کو نازل ہوا۔

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن

زکوٰۃ دین اسلام کا چوتھا بنیادی رکن ہے قرآن کریم میں صلوٰۃ و زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ایک ساتھ دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط

کسی شخص پر زکوٰۃ فرض ہونے کیلئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں

بالغ ہونا	مال پر پورا سال گزرنا	عاقل ہونا	مقروض نہ ہونا
آزاد ہونا	مسلمان ہونا	مال نصاب کے برابر یا اس سے زاہد ہونا	

وہ مال جن پر زکوٰۃ فرض ہے

جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے وہ پانچ قسم کے ہیں

- ✓ سونا چاندی، کرنسی نوٹ
- ✓ مال تجارت
- ✓ چوپایہ جانور
- ✓ کھیتوں کی پیداوار اور درختوں کے پھل وغیرہ
- ✓ معدن (وہ خزانہ جو کسی انسان نے زمین میں دفن کر رکھا تھا وہ کسی کو مل گیا) ورکاز (معدنیات جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دفن کر رکھی ہیں۔)

زکوٰۃ کی کتنی مقدار فرض ہے؟

مالوں کی مختلف اقسام میں زکوٰۃ کی مقدار بھی مختلف ہے مثلاً

- ✓ کرنسی نوٹ، سونا چاندی اور مال تجارت میں چالیسواں حصہ (2.5%) فرض ہے۔
- ✓ چوپایوں کی مختلف قسموں میں ان کی مقدار و تعداد مختلف ہے جیسے (چالیس) بکریوں میں (ایک) بکری فرض ہے۔
- ✓ کھیتوں کی پیداوار اور درختوں کے پھلوں میں دسواں یا بیسواں حصہ فرض ہے۔
- ✓ معدن ورکاز میں پانچواں حصہ (خمس) فرض ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری، مکمل اور جامع کتاب ہے۔ اس میں انسانی مسائل کا مکمل حل موجود ہے۔ انسان کے مسائل میں معاش بھی ایک اہم مسئلہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا حل م دستوریں اس اہم معاشی مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نازل فرمایا ہے اور قرآنیم میں متعدد مقامات میں زکوٰۃ کی فرضیت، اہمیت اور ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ اسلامی نظام حکومت اور معیشت و معاشرت کو مستحکم رکھنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: (متقی لوگ وہ ہوئے ہیں کہ جو اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: (ان کے مالوں سے صدقہ وصول کر کے انہیں پاک بنائیے اور ان کا تزکیہ کیجیے)

ایک اور جگہ اللہ نے کامیاب مومنوں کے بارے میں فرمایا



ترجمہ: اور وہ (کامیاب ہیں جو) زکوٰۃ دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: (اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ اسے تمہارے لیے بڑھاتا جائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا)

ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن حکیم نے زکوٰۃ کی ادائیگی پر کتنا زور دیا ہے اور یہ کتنی اہم عبادت ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور انسانیت کے آخری نجات دہندہ ہیں اسی لئے آپ ﷺ اپنے ارشادات میں زکوٰۃ کی ادائیگی پر بڑا زور دیا ہے اور اپنے عہد رسالت میں اس نظام کو عملی طور پر نافذ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اس حکم پر مکمل طور پر عمل درآمد ہوتا رہا اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہر سال صراحہ استطاعت مسلمان سے پابندی سے زکوٰۃ کی وصول یابی ہوتی رہی یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں ہر طرح کی خوشحالی تھی اور لوگوں کو ذہنی سکون تھا اور اطمینان والی زندگی میسر تھی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم

کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا

رسول اکرم ﷺ نے جب سیدنا معاذؓ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو انہیں اس شہادت کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ تسلیم کر لیں تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن و رات میں پانچ نمازیں فرض کیں ہیں اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے اغنیاء (امیروں) سے وصول کر کے ان کے

فقراء میں تقسیم کیا جائے اگر وہ یہ بھی مان لیں تو ان کے قیمتی اموال سے خود کو بچانا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرنا اس لیے کہ اللہ اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے"

(بخاری و مسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں زکوٰۃ کے بارے میں بڑی وضاحت سے یہ بات واضح فرمادی کہ زکوٰۃ مال کا صدقہ ہے اور زکوٰۃ دینے سے مال ہر قسم کی آفات سے پاک ہو جاتا ہے اور جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی ہے وہ خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے اور وبال بن جاتا ہے۔ اور ایسا مال آخرت میں بھی مصیبت بن جائے گا۔

منکرین زکوٰۃ کے خلاف خلیفہ اول کا جہاد

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو آپ نے ان کو اسلام سے خارج اور مرتد تصور کیا اور اعلان فرمایا کہ یہ لوگ دور رسالت میں زکوٰۃ دیتے تھے۔ اگر اس میں سے بکری کا بچہ بھی روکیں گے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ حضرت عمؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس فیصلے کے بارے میں کہا کہ آپ ان لوگوں سے بھلا کیوں کر جہاد کر سکتے ہیں جو کلمہ کے قائل ہیں؟ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا

(ترجمہ) "خدا قسم جو لوگ نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کریں گے میں ان کے خلاف جہاد کروں گا" حضرت ابو بکر صدیقؓ کے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے فیصلہ سے بھی اس کی فرضیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ورنہ تو مسلمانوں کا خون کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا یہ صرف اس صورت میں ممکن ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم یا فرد علی الاطلاق ایک دینی فرض کا انکار کر رہی ہو۔ اسی طرح نظام زکوٰۃ چاروں خلفاء راشدین کے زمانے میں بھی اپنی شکل میں نافذ رہا اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اُس وقت سے آج تک یہ نظام زکوٰۃ مسلمانوں کے نظام حیات کا ایک اہم جزو رہا ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف

مصارف، مصرف کی جمع ہے جس کے معنی خرچ کرنے کی جگہ ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ یہاں واضح رہنا چاہیے کہ زکوٰۃ لیکر دولت بڑھانے یا اسے ذریعہ معاش بنانے کو ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کے آٹھ مصرف ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں سورہ توبہ کی آیت نمبر 60 میں بیان کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

فقراء

فقیر سے مراد وہ مرد اور عورت جو اپنی گذراوقات کے لیے دوسروں کی مدد و تعاون کا محتاج ہو۔

مساکین

اس سے مراد وہ شریف غرباء ہیں جو بے چارے نہایت ہی خستہ حال ہوں لیکن شرم کے مارے ہاتھ نہ پھیلائیں۔

عالمین زکوٰۃ

اس سے مراد زکوٰۃ جمع کرنے والے سرکاری ملازم ہیں۔ زکوٰۃ کے نگران و منتظم اور تحریر کرنے والے (سیکریٹری) کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مولفۃ لقلوب

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی تالیف قلب (دلجوئی) مطلوب ہو۔ اسلام کے مفاد میں ان کو ہمنوا بنانا اور مخالفت کے جوش کو ٹھنڈا کرنا پیش نظر ہوتا ہے۔

رقاب

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں اور مالکوں کو رقم ادا کر کے آزاد ہونا چاہیں۔

غارمین

ایسے لوگ جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں اور قرض ادا نہ کر سکتے ہوں تو انہیں زکوٰۃ سے اس قدر دے دیا جائے کہ قرض کی ادائیگی اس کے لیے آسان ہو جائے۔

فی سبیل اللہ

اس سے مراد راہ خدا میں جہاد اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہے۔

ابن السبیل

یعنی مسافر، مسافر خواہ اپنے گھر میں خوشحال ہو لیکن حالت سفر میں محتاج ہو سکتا ہے تو زکوٰۃ سے اس کی مشکلات حل کی جاسکتی ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں احتیاط اور آداب ادائیگی

مندرجہ بالا آٹھ مصارف میں زکوٰۃ بانٹنا کافی نہیں بلکہ اس فرقہ کی اچھی طرح ادائیگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے افراد کو دی جائے جو اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ تاکہ زیادہ اجر و ثواب مل سکے۔

زکوٰۃ دینے والا شکر بجالائے۔

فقیر و محتاج کو دیکھ کر دل گوار نہ کرے کہ اس کی مدد نہ کی جائے اور وہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اسے دوسروں سے مانگنے سے بچایا۔ حکم الہی کی تعمیل میں دلی خوشی و مسرت محسوس کرے اور فقیر کی راحت کو بھی اپنے دل میں محسوس کر کے خوش ہو۔ زکوٰۃ پوشیدہ طور پر ادا کرے تاکہ نمود و نمائش اور ریا سے بچ سکے۔

جہاں زکوٰۃ دینے سے دوسروں کو ترغیب ہوتی ہو وہاں علی الاعلان زکوٰۃ دے تاکہ عمل سے تبلیغ ہو سکے

زکوٰۃ لینے والے پر احسان نہ جتلائے، اس کے بدلہ میں اس سے کام نہ لے، محتاجی پر اسے شرمسار نہ کرے۔ عہدہ پاکیزہ اور پسندیدہ مال میں سے زکوٰۃ دے کیونکہ اللہ پاک ہے اور پاک مال کو قبول فرماتا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کیلئے وعید (عذاب)

زکوٰۃ نہ دینا اگر فرضیت کے انکار کی وجہ سے ہے تو کفر ہے اور کجوسی و بخل کی وجہ سے ہے تو گناہ ہے۔ اسلامی حکومت میں ایسے شخص سے زکوٰۃ زبردستی وصول کی جائے گی اور وہ سزا کا مستحق ہو گا اور اگر لڑائی پر اتر آئے تو اس سے اللہ کے حکم کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی تک جنگ کی جائے گی۔ قرآنی آیات میں ایک طرف تو بار بار مومنوں کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ نماز پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ تو دوسری طرح مال کی حرص و طمع اور خرچ نہ کر کے دوسرے کے حقوق چھیننے اور ان کی معاشی آس و امید کو توڑنے کی سخت مذمت آئی ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: (اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو)

زکوٰۃ کی معاشی و معاشرتی اہمیت

زکوٰۃ اسلام کے معاشی و معاشرتی نظام کا ایک اہم ستون ہے جس سے معاشرے کی معاشی اور معاشرتی ناہمواریاں دور ہو جاتی ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں طبقات اس وقت بنتے ہیں جب وہاں دولت کی تقسیم کا کوئی منصفانہ نظام موجود نہ ہو۔ اسلام نے کبھی بھی معاشرے میں طبقاتی کشمکش کو پسند نہیں کیا اور ہمیشہ معاشی اور معاشرتی مساوات کا درس دیا ہے۔ اور ان مقاصد کے حصول کیلئے ایک مکمل عادلانہ اور منصفانہ نظام تقسیم دولت پیش کیا جس میں زکوٰۃ کو ایک اہم حیثیت و مقام حاصل ہے۔ زکوٰۃ کی وجہ سے معاشرے میں دولت ایک جگہ جمع ہو کر رہنے نہیں پاتی اور اس کی وجہ سے معاشرے میں کوئی غریب و محتاج نہیں رہتا۔ جب ایک دفعہ کسی معاشرے میں زکوٰۃ کا نظام شروع ہو جاتا ہے تو معاشرے پر اس کے مثبت اثرات پڑتے ہیں اور اس کی برکت سے اس معاشرے سے نہ صرف طبقاتی کشمکش کا خاتمہ ہو جاتا ہے بلکہ غربت و افلاس کی جڑیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس طرح پورا معاشرہ باہمی مساوات اور اخوت و الفت کا گہوارہ بن جاتا ہے اسلام کے ابتدائی زمانے میں لوگ زکوٰۃ کی رقم لے کر زکوٰۃ لینے والوں کی تلاش میں مصروف ہو جاتے تھے لیکن وہاں کے سارے لوگ اتنے خوشحال ہو گئے تھے کہ زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ آج بھی سب لوگ اخلاص اور ایمانداری کے ساتھ زکوٰۃ دینے لگیں تو یقینی طور پر ہم غربت و افلاس پر بہت حد تک قابو پالیں گے۔

زکوٰۃ کے انفرادی فائدے

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ اس کے فائدہ مند اثرات زکوٰۃ دینے والے کی زندگی پر بھی پڑتے ہیں اور معاشرے پر بھی۔ جہاں تک کسی شخص کی سیرت و کردار پر پڑنے والے اثرات کا تعلق ہے اسکی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مال کی قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے

زکوٰۃ کے انفرادی فائدوں میں ایک اہم فائدہ اللہ کی رضا کے لئے مال کی قربانی کے جذبے کا پیدا ہونا ہے۔ یعنی جب کوئی بندہ اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت میں سے ایک مخصوص حصہ اپنی دولت کی حرص و ہوس کو کچلتے ہوئے اپنے رب کی رضا کے حصول کے لئے اپنے ضرورت مند بھائیوں کو دیتا ہے تو اس سے اس کے دل میں ہر ضرورت کے وقت خدا کی راہ میں مال و خرچ کرنے کی عادت اور جذبہ پیدا ہوتا ہے جو زکوٰۃ کا ایک اہم مقصد بھی ہے۔

نفس (دل و روح) کی اصلاح ہوتی

نفس کی اصلاح بھی زکوٰۃ کے انفرادی فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ہے کیونکہ ہر انسان کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ وہ مال سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور جب کسی کے نفس میں مال کی محبت رچ بس جائے تو ایسا نفس "نفس امارہ" بن جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا اولین مقصد یہ ہے کہ انسان کے نفس سے مال کی محبت کا خاتمہ کر کے اسکی اصلاح کی جائے اور اسکی اصلاح اس طرح ہو سکتی تھی کہ جو چیز اسے سب سے زیادہ عزیز ہے وہ اپنے خدا کو راضی کرنے کی نیت سے دوسروں کو دے دی جائے اس طرح اس کا اپنے نفس پر تسلط حاصل ہو جائے گا جو زکوٰۃ کا اہم ترین مقصد ہے۔



اللہ کے حکم تعمیل ہوتی ہے

زکوٰۃ کا ایک اہم فائدہ اللہ کے حکم کی تعمیل کے جذبے کا پیدا ہونا ہے۔ یہ دنیا خیر و شر کی جگہ ہے اور اس میں خیر اور شر کی قوتوں میں ہمیشہ جنگ رہتی ہے اور مال عام طور پر شر کی قوتوں کے فروغ کے لئے کام میں لایا جاتا ہے جیسا کہ عام مشاہدہ ہے کہ جس کے پاس بے پناہ دولت آگئی وہ غرور و تکبر جیسی بری صفات میں مبتلا ہو کر اللہ سے غافل ہو جاتا ہے اور اپنی حیثیت، مقام و مرتبہ کو بھول جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا ایک مقصد اللہ کے حکم کی تعمیل کی عادت پیدا کرنا ہے۔

ذہنی و روحانی سکون ملتا ہے

زکوٰۃ کا ایک اور اہم فائدہ ذہنی اور روحانی سکون ہے۔ آج کا انسان روحانی اور ذہنی سکون کا متلاشی نظر آتا ہے۔ اسکی وجہ مادہ پرستی کا رجحان ہے۔ آج ہمارے ذہنوں میں مال و دولت کی حرص و ہوس کا بسیرا ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ کو ایمان کے نور سے منور کیا جاسکے تاکہ اور اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال بھی ہو سکے۔

خدمت خلق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے

زکوٰۃ کے انفرادی فوائد میں ایک اہم فائدہ خدمت خلق کا جذبہ کا پیدا ہونا ہے۔ آج کی خود غرض اور مادہ پرست دنیا میں جبکہ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے اور ہر فرد ذاتی مفادات کی خاطر ہر صحیح و غلط کام کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ ایسی بے راہروی کی شکار دنیا کو خدمت خلق کے آداب سے روشناس کرواتی ہے۔

زکوٰۃ کے اجتماعی فائدے

زکوٰۃ ایک ایسی مقدس عبادت اور فریضہ ہے کہ جسکے اثرات فرد کی شخصیت سے نکل کر پورے معاشرے پر پڑتے ہیں۔ جسکی بدولت ایک ایسا پُر امن خوشگوار اور پُر سکون معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جو اسلام کو مطلوب و مقصود ہے۔ زکوٰۃ کے ان اجتماعی اور معاشرتی فوائد میں معاشی و سماجی عدل کا قیام، منصفانہ نظام تقسیم دولت، طبقاتی نظام کا خاتمہ، پُر امن ماحول، فلاحی مملکت کا قیام، ارتکاز دولت کا خاتمہ، نصرتِ دین اور امدادِ باہمی قابل ذکر ہیں۔

معاشی و سماجی عدل کا قائم ہوتا ہے

زکوٰۃ کے نفاذ سے معاشرے میں معاشی و سماجی عدل کا قیام خود بخود عمل میں آ جاتا ہے۔ اس دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ معاشی اور سماجی عدل کے قیام کا ہے اس لئے اسلام نے اپنے روز اول سے ہی اس مسئلہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زکوٰۃ کی فرضیت کی صورت میں مکمل طور پر حل کر دیا ہے۔ جب اسلامی معاشرے میں زکوٰۃ کا نفاذ مکمل طور پر ہو جاتا ہے تو وہاں کسی کو معاشی و سماجی نا انصافی کی شکایت نہیں ہوتی۔

طبقاتی کشمکش کا خاتمہ ہوتا ہے

زکوٰۃ کا ایک اور اہم فائدہ جو کسی معاشرے کو حاصل ہوتا ہے وہ طبقاتی نظام کا خاتمہ ہے۔ آج کے دور میں دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں طبقاتی کشمکش کی الجھن پائی جاتی ہے جس سے ہر سنجیدہ ذہن نجات پانا چاہتا ہے۔ لیکن انھیں اس مصیبت سے اس وقت تک چھٹکارا نہیں مل سکتا جب تک کہ یہ اپنے معاشرے میں اسلام کے دیئے ہوئے نظام مساوات اور نظام تقسیم دولت کو نافذ نہیں کرتے کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو طبقاتی لعنت کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیتا ہے اور اگر اس مسئلہ کے اسباب پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سب سے بڑا سبب دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہے جسکی وجہ سے طبقات پیدا ہو رہے ہیں۔ اسی لئے اسلام نے زکوٰۃ کے نظام کے نفاذ سے اس لعنت کو جڑ سے ختم کر دیا ہے۔

پُر امن ماحول کی فضا قائم ہوتی ہے

زکوٰۃ کا اجتماعی طور پر جو سب سے اہم فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ پُر امن ماحول کا قیام ہے کیونکہ کسی بھی معاشرے میں فساد کی جڑ دولت ہوتی ہے اور آج بھی معاشرے میں جتنے فسادات ہو رہے ہیں ان کی سب سے بڑی وجہ حصولِ دولت ہے۔ اسی لئے اسلام نے اپنے معاشرے میں مستقل اور پائیدار

امن کے قیام کے لئے دولت کے حصول کے اس غلط رجحان کو ختم کر دیا ہے۔ اور اس نے ہر صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض کر کے غریبوں کو باعزت طور پر زندہ رہنے کا ایک کامیاب نسخہ عطا کیا ہے جس پر عمل کرنے سے خدا بھی راضی ہوتا ہے اور امن بھی قائم ہوتا ہے۔



فلاحی مملکت کا قیام ہوتا ہے

زکوٰۃ کے نفاذ سے کسی بھی معاشرے کو جو سب سے بڑا اہم فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ ایک فلاحی مملکت کا قیام ہے۔ فلاحی مملکت سے مراد ایک ایسی مملکت ہے کہ جسمیں اسکے باشندوں کو نہ صرف ترقی کے یکساں مواقع ملتے ہیں بلکہ وہ اپنے ہر قسم کے معاشرتی مسائل سے بھی فارغ الحال ہوتے ہیں یعنی انھیں نہ غربت و افلاس کی شکایت ہو نہ ہی بیماری و جہالت کا شکوہ ہو اور نہ ہی تلاشِ معاش کی پریشانی اُن کو لاحق ہو ان مسائل کو حل کرنے کے ضمن میں اسلام نے زکوٰۃ کا نظام نافذ کیا ہے تاکہ اسلامی معاشرے کا ہر شہری بنیادی شہری سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔

ارتکاز دولت (دولت جمع کر کے رکھنے) کے رجحان کا خاتمہ ہوتا ہے

زکوٰۃ ایک ایسا مؤثر فرقہ ہے کہ جس کے نافذ ہوتے ہی معاشرہ ارتکاز دولت جیسی لعنت سے پاک ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی غرض و غایت یہ ہے کہ دولت چند دولت مندوں کے ہاتھوں میں جمع ہو کر نہ رہنے پائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا اولین مقصد ارتکاز دولت کا خاتمہ ہے۔ قرآن میں ارتکاز دولت کرنے والوں کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے: "اور جو لوگ سونا چاند یعنی مال و دولت جمع کرتے ہیں اور اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو قیامت کے دن اس سونا چاندی کو پگھلا کر ان کے پہلوؤں میں بازوؤں اور چہروں کو داغ جائیگا اور یہ کہا جائیگا کہ یہ وہ سونا چاندی ہے جسے تم نے ذخیرہ کر کے رکھا ہے۔"

تفصیلی سوالات/جوابات

۱۔ زکوٰۃ کی اہمیت بیان کریں۔ (جواب صفحہ نمبر 49)

۲۔ زکوٰۃ کے مصارف بیان کریں۔ (جواب صفحہ نمبر 52)

مختصر سوالات/جوابات

۱۔ زکوٰۃ کا مفہوم کیا ہے۔ (جواب صفحہ نمبر 49)

۲۔ صاحبِ نصاب سے کیا مراد ہے۔ (جواب صفحہ نمبر 50)

۳۔ زکوٰۃ کے کوئی بھی پانچ فائدے تحریر کیجئے۔ (جواب صفحہ نمبر 56)

صوم (روزہ)

صوم (روزہ) صوم کے لغوی معنی

صوم عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی "ارک جانا" اور اس رک جانے، کا تعلق خواہ کھانے پینے سے ہو، گفتگو سے ہو یا کسی اور کام سے ہو۔

صوم کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصلاح میں "صوم" سے مراد صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے خالص اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر کھانے، پینے، خواہشات نفسانی اور دیگر ممنوع باتوں سے رک جانا۔

صوم کی غرض و غایت

صوم (روزہ) کی غرض و غایت اور اسکو فرض کرنے حکمت تقویٰ کا حصول ہے جس سے مراد پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کو برائیوں سے روکتی اور نیکیوں کی طرف راغب کرتی ہے۔

صوم کی حکمت اور اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں

روزہ تم پر اس لیے فرض کیا ہے تاکہ تم متقی (پرہیزگار) بن جاؤ۔

صوم کا تاریخی پس منظر

صوم (روزہ) ایک قدیم عبادت

روزہ کی عبادت زمانہ قدیم سے مختلف مذاہب میں تھوڑے بہت اختلاف کیساتھ جاری و ساری رہی۔

اقوام سابقہ اور صوم

اقوام سابقہ میں قدیم مصری، یونانی، رومن، ہندو سب ہی روزہ رکھا کرتے تھے۔

بن قومی اسرائیل اور صوم

حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر چالیس دن روزے رکھے۔ یہود حضرت موسیٰ کی پیروی میں روزہ رکھتے ہیں چنانچہ موجودہ توریت میں بھی روزوں کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے جنگل میں چالیس دن تک روزے رکھے۔ حضرت یحییٰ بھی روزے رکھا کرتے تھے چنانچہ موجودہ انجیل میں بھی روزوں کا ذکر موجود ہے۔

امت محمدیہ ﷺ اور صوم

اقوام سابقہ اور گزشتہ امتوں کی طرح امت محمدیہ ﷺ پر بھی روزہ فرض کیا گیا۔

صوم کی فرضیت

صوم کی فرضیت کا حکم ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے سال دس شعبان المعظم بروز پیر نازل ہوا۔ عبادات میں سب سے پہلے نماز، پھر زکوٰۃ اور پھر صوم (روزہ) فرض کیا گیا۔

صوم (روزہ) کی فرضیت اور قرآن کریم کی روشنی میں

صوم (روزہ) کی فرضیت سے متعلق قرآن کریم میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

(اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ)

ماہ رمضان کے پورے مہینے کے روزے رکھنا لازم ہے۔



روزہ کی فضیلت و اہمیت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے روزہ دار مومن مرد اور عورت کو مغفرت اور راج عظیم کی خوشخبری سنائی ہے

قرآن کریم میں روزہ کی فرضیت کا واضح حکم دیا گیا ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت 183 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

اس آیت سے روزہ کی فرضیت کا ثبوت ملتا ہے۔ روزہ فرض ہونے کی دو وجہ ہیں:

- ایک یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اور اللہ تعالیٰ کا حکم واجب الطاعت ہے۔
- دوسری یہ کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو تقویٰ کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

روزہ کی فرضیت کی شرائط و درج ذیل ہیں:

- بلوغ: روزہ صرف بالغوں پر فرض ہے، بچوں پر نہیں۔
- عقل: روزہ صرف عقل مندوں پر فرض ہے، پاگلوں پر نہیں۔
- صحت: روزہ صرف صحت مندوں پر فرض ہے، بیماروں اور مسافروں پر نہیں۔
- مسکن: روزہ صرف مقیموں پر فرض ہے، مسافروں پر نہیں۔

روزہ کی فضیلتیں بہت زیادہ ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- روزہ تقویٰ کا باعث بنتا ہے۔

- روزہ گناہوں سے بچاتا ہے۔

- روزہ جسم کو صحت مند بناتا ہے۔

- روزہ معاشرے میں بھائی چارے اور محبت کو فروغ دیتا ہے۔

روزہ کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے، جماع، اور دیگر مشتبہ چیزوں سے رک جانا۔ روزہ کی افطار غروب آفتاب کے بعد ہوتی ہے۔

روزہ کی قضا وہ شخص کرتا ہے جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا ہو۔ قضا روزے کی ادائیگی جلد از جلد کرنا چاہیے۔

فدیہ وہ چیز ہے جو وہ شخص دیتا ہے جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ رکھنے سے قاصر ہو۔ فدیہ کی مقدار ایک مسکین کی ایک روز کی خوراک کے برابر ہے۔

روزہ ایک ایسا عبادت ہے جو انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے اور تقویٰ کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو جسم کو صحت مند بناتی ہے اور معاشرے میں بھائی چارے اور محبت کو فروغ دیتی ہے۔

روزہ کی فضیلت و اہمیت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث مبارکہ میں روزہ کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔
چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں

روزہ ڈھال ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

روزہ جہنم سے ڈھال ہے جس طرح تمہاری ایک لڑائی سے بچانے والی ڈھال ہوتی "(احمد)" ہے

روزہ دار کی دعا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"افطار کے وقت روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"جنت میں ایک دروازہ ہے جسے "ریان" کہا جاتا ہے قیامت کے دن اس سے روزے دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اس میں سے کوئی اندر نہیں جاسکے گا پکارا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا کوئی اور اس (دروازے) سے داخل نہیں ہوگا جب یہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر بعد (صحیح بخاری) میں کوئی بھی اس میں داخل نہ ہوگا"

پچھلے گناہوں کی معافی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"جو شخص ایمان کے ساتھ اور طلب ثواب کیلئے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں

گناہوں کا کفارہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"پانچ نمازیں ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے" (صحیح مسلم)

روزہ کا تقاضا روزہ کا مقصد صرف بھوکے پیاسے رہ کر وقت گزار لینا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد بہت عظیم ہے اور اس کو پانے کیلئے کچھ تقاضے ہیں۔

چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"جو انسان روزے کی حالت میں جھوٹی باتوں اور گناہ کے کاموں سے باز نہیں آتا، اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی ضرورت نہیں وہ خواہ مخواہ بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے۔"

روزہ کی حقیقت اور حکمتیں

- ✓ روزہ سے اچھا اخلاق، بہترین کردار اور اچھی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔
- ✓ روزے سے صبر و بردباری، جود و سخاوت کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔
- ✓ جسمانی نظام متوازن رہتا ہے صحت اچھی رہتی ہے۔ انسان کو اپنی حیثیت و حقیقت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔
- ✓ دوسروں کی بھوک و پیاس کا احساس ہوتا ہے۔
- ✓ اللہ کی نعمتوں کی اہمیت کا احساس آجا کر ہوتا ہے اور شکر کی عادت پڑتی ہے۔
- ✓ نفس کمزور اور روح توانا اور طاقت ور ہو جاتی ہے۔
- ✓ ملائکہ سے قرب حاصل ہوتا ہے۔
- ✓ روزہ کے ذریعے اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُس تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔
- ✓ دوسروں سے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔



روزے کے انفرادی فوائد

نظم و ضبط کی تربیت

رمضان رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ اس مقدس مہینے سے چونکہ زندگی ایک خاص نظم و ضبط کی پابند ہو جاتی ہے۔ لہذا جسمانی و روحانی بیماریوں پر قابو پانا اور زیادہ آسان ہو جاتا ہے مثلاً لوگ صبح سے شام تک سگریٹ نوشی سے دور رہتے ہیں اور کچھ لوگ پورے مہینے ہی اس سے بچتے ہیں۔ تو اس سے نہ صرف سگریٹ پینے والے بلکہ آس پاس موجود افراد کی صحت پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس سے متاثر ہونے والے بھی عموماً ہمارے اپنے ہی ہوتے ہیں۔ چھوٹے بچے، اہل خانہ، قریبی دوست وغیرہ چاہے وہ کام کی جگہ پر ہوں یا فرصت کے لمحات میں آس پاس ہوں۔ روزہ ضبط نفس کی تعلیم دیتا ہے اور روزہ دار صابر بن جاتا ہے۔ انسان خواہ کتنے ہی ناز و نعم میں پلا ہو اور دولت سے مالا مال ہو۔ اور استعمال پر پوری قدرت و طاقت رکھتا ہو۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہ ہو اسکے باوجود صرف اللہ کی رضا سے روزہ رکھنا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ زمانے کے انقلابات اور زندگی کی کشمکش سے نبرد آزما ہونے کے لیے جسم کو مشکلات اور سختیوں سے نمٹنے کی تربیت سے گزارا جا رہا ہے۔ بھوک اور پیاس ہر صبر کرنے سے انسان کو مشکلات اور مصائب پر صبر کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور مشکلات اٹھانے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

تقویٰ اور روحانی ترقی

روزہ حصول تقویٰ کا ایک ذریعہ ہے۔ تقویٰ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کا نام ہے۔ یعنی صدق دل اور ذوق و شوق سے ایسے کام لیے جائیں جن کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے ایسے کام نہ کیے جائیں جن سے روکا گیا ہے۔ روزہ کا اصل مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ روزہ حواس پر کنٹرول اور بُرائیوں سے رُکنے کا نام ہے۔ زبان اور ہاتھ وغیرہ کا روزہ یہ ہے کہ جھوٹ، غیبت، بُرائی اور ملاوٹ ظلم زیادتی اور دوسری بُرائیوں سے اپنے آپ کو روکا جائے۔ روزہ رکھ کر بُری عادتوں کو ترک نہ کرنا اور صرف کھانا پینا چھوڑ دینے سے سوائے فاقہ کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

جسمانی طاقت و توانائی کا سرچشمہ

کچھ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ روزہ رکھنے سے ان میں کمزوری آ جاتی ہے۔ اور وہ اسی لیے دن بھر سُستی اور کابلی کا شکار رہتے ہیں۔ اور سارا وقت سو کر گزارتے ہیں کوئی ذمہ داری دلجمعی اور لگن سے نہیں نبھاتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ روزہ روح کے ساتھ ساتھ جسمانی طاقت اور قوت کا بھی ذریعہ ہے۔ کیونکہ مسلمان کا یہ عقیدہ کہ وہ اللہ کی عبادت میں مصروف ہے اسے باہمت اور متحرک رکھتا ہے۔ وہ کس طرح حقوق العباد اور اپنی ذمہ داریوں میں سُستی اور کوتاہی کر سکتا ہے۔ رمضان المبارک میں مسلمانوں نے بہت سی لڑائیوں میں نمایاں فتوحات حاصل کیں۔ اور نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ روزہ رکھ کر سُستی دکھانا روزہ کی وجہ سے نہیں بلکہ روٹیوں اور ماحول و معاشرت کی وجہ سے ہے۔ غلط سوچوں کا نتیجہ ہے۔

ارادے میں پختگی کی تربیت

روزہ میں قوت ارادی کا امتحان ہوتا ہے۔ دن کبھی طویل ہوتا ہے موسم میں گرمی کی شدت بھی ہوتی ہے اور یہ دن بھر کے محنت طلب کاموں کی کیفیت کا بھی بخوبی پہلے سے علم ہوتا ہے اس کے باوجود بھی ایک مومن اللہ پر بھروسہ کر کے اپنے ارادے و عزم کو بچختہ بناتا ہے اور بخوشی روزہ کی عبادت کی ادائیگی اس کے ظاہری و باطنی آداب کے ساتھ بجالاتا ہے۔ بھوک پیاس کی شدت اور عقل کے درمیان ایک معرکہ ہوتا ہے اور بالاخر عقل کو فتح ملتی ہے۔ اس طرح روزہ رکھنے کے معاملہ میں عزم و ارادہ کی پختگی کا اثر زندگی کے دوسرے شعبوں میں پڑتا ہے۔ اور مومن اپنے قوتِ ارادی کی سالانہ تربیت کے باعث دنیا کے کاموں میں بھی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مثلاً چائے اور سگریٹ کے عادی جو عام دنوں میں چائے سگریٹ کا ترک ناممکن سمجھ رہے ہوتے ہیں روزہ ان کو یہ صلاحیت بخشتا ہے کہ وہ جب چاہے اس عادت سے جان چھڑا سکتے ہیں۔



روزے کے اجتماعی فوائد

دوسروں کے دکھ درد میں شرکت

ایک اچھے معاشرہ وہ ہوتا ہے جس کے افراد ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہتے ہوں۔ روزہ سے ایک دوسرے کے احساسات میں شرکت کا موقع ملتا ہے۔ احساس میں شرکت کے شعور کی بیداری ایک دوسرے کو قریب لاتی ہے۔ جب ایک مالدار کو بھوک کی شدت کی کیفیت کا ذاتی تجربہ ہو گا اور وہ اس تجربہ سے ہر سال ماہ رمضان میں گذرتا ہو گا تو یقیناً وہ غریب پڑوسی، غریب رشتہ دار اور دوسروں کے بارے میں ضرور سوچے گا۔ اور بھوک و پیاس کی تلخی کو رمضان و غیر رمضان میں محسوس کرے گا۔ انسانیت بیدار ہوگی اور یہی روزہ کا مقصد ہے اور دوسری طرف انسان اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اس کا شکر گزار رہتا ہے۔ تو جس کے ساتھ احسان کیا جائے گا۔ وہ بھی اس کا اچھا بدلہ دے گا۔ اس طرح باہمی تعاون اور محبت و الفت کی خوشگوار فضا قائم ہوگی۔

روزہ میں مساوات اور پابندی وقت کی تربیت

روزہ امیر و غریب بادشاہ و رعایا، کالے گورے، مشرق و مغرب قطب شمالی و جنوبی اہل ہر رہنے والے ایمان پر فرض ہے۔ یہ بھی اسلامی مساوات کی ایک مثال ہے۔ روزانہ ایک خاص وقت پر سحری اور افطار کرنا اور ایک ساتھ روزہ افطار کرنا انسان کو نظام الاوقات کا پابند بناتا ہے۔ اور روزہ ایک مخصوص مہینہ میں فرض ہے اور بلا شرعی عذر کے اس کو کوئی شخص معذور نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے بھی ایک ڈسپلن قائم ہوتا ہے۔ اسمیں اپنی مرضی اور ارادے کو کوئی دخل نہیں ہے۔ روزہ انسان کا تکبر ٹوٹتا ہے۔ احساس برتری میں مبتلا شخص بھوکا پیاسا رہ کر احساس کر لیتا ہے کہ وہ کھانے پینے کی معمولی مقدار کا کس قدر محتاج ہے اور اس کا وجود تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کی بقا و انحصار تو اللہ کے عطا کیے ہوئے رزق پر ہے۔ اور روزہ رکھ کر کچھ وقت کیلئے بھوک پیاس سہنے سے انسان کو اپنی حقیقت اور حیثیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

ریاکاری سے پاک عبادت

روزہ کسی کام کے نہ کرنے کا نام ہے۔ باقی اعمال و عبادت جیسے نماز، حج، جہاد و زکوٰۃ دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ روزہ ایک پوشیدہ عبادت ہے۔ اور اس عبادت کا معاملہ اللہ اور بندہ کے مابین رہتا ہے۔ صرف اللہ ہی جانتا ہے لوگ اس سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لیے اس میں کسی قسم کا ریا اور دکھاوا نہیں ہوتا۔ یعنی روزہ دار افراد سے ایک ایسا معاشرہ وجود پاتا ہے جس میں اصل مقصد اللہ کی خوشنودی ہوتا ہے اور عمل کو نمود و نمائش جھوٹی عزت و شہرت اور دنیاوی مقاصد و مفادات کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا جاتا کیونکہ جس عمل میں دکھاوے کی تمنا ہو دنیا سے داد تحسین وصول کرنے کی خواہش ہو وہ اجر و ثواب سے خالی ہوتا ہے۔

روزہ کے انسانی صحت پر اثرات اور عمومی فوائد

بھوکے رہنے کے بہت سے فائدے ہیں۔ بھوکے رہنے سے ذہن تیز ہوتا ہے، اور بصیرت بیدار ہوتی ہے۔ "اور ایک حدیث میں ہے: "جس کا پیٹ بھوکا ہو اس کی فکر تیز ہوتی ہے

زیادہ اور اچھا کھانے کی وجہ سے موٹاپا اور دوسری بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جسم میں چربی زائد ہو جاتی ہے کو لیسٹرول بڑھ جاتا ہے۔ لوگ ڈائٹنگ کرتے ہیں۔ روزہ رکھنا صحت کیلئے مفید ہے۔

جب تک لوگ قوانین قدرت کے مطابق سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ سادہ کھاتے اور جسمانی محنت کرتے صحت مند رہتے تھے لیکن آج کل کے حالات میں طرز زندگی، رہائش، خوراک اور معاش غیر فطری ہو گئے ہیں۔ روزہ کی اہمیت آج کے زمانے میں اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ روزہ سے جسمانی نظام کی صفائی اور تطہیر ہوتی ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت

لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں سورہ قدر میں اس رات کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس رات کی فضیلتیں درج ذیل ہیں:

- یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
- اس رات میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) اللہ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔
- اس رات میں نیکیاں قبول ہوتی ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔
- اس رات میں جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا ثواب ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت کے بارے میں کئی احادیث بھی وارد ہوئی ہیں، جن میں سے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه

ترجمہ: جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرتا ہے، اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر کی عبادت کے لیے کچھ خاص اعمال ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔
- نمازیں پڑھنا۔
- استغفار اور دعا کرنا۔
- صدقہ و خیرات کرنا۔

لیلۃ القدر کی عبادت میں مشغول رہنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی قربت حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنے تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

تفصیلی سوالات/جوابات

- ۱۔ صوم (روزہ) کی فرضیت، اہمیت پر نوٹ لکھیے۔
جواب صفحہ نمبر (59,60)
- ۲۔ روزے رکھنے کے فوائد اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات بتائیں۔
جواب صفحہ نمبر (64)

مختصر سوالات/جوابات

- ۱۔ روزے کے معنی اور مفہوم کیا ہے
جواب صفحہ نمبر (58)
- ۲۔ لیلۃ القدر کی فضیلت کیا ہے؟
جواب صفحہ نمبر (64)
- ۳۔ روزہ رکھنے کے کوئی پانچ فوائد بتائیں۔
جواب صفحہ نمبر (61,62,63)

www.pakcity.org





حج کا بیان حج کے لغوی معنی

حج عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی زیارت کا ارادہ کرنا، عبادت کی نیت سے خانہ کعبہ کا قصد کرنا، کعبۃ اللہ کا طواف کرنا، کثرت سے آمد و رفت کرنا۔

حج کی اصطلاحی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں حج سے مراد ہے ایام حج میں عبادت کی نیت سے تمام آداب و شرائط کے ساتھ زیارت بیت اللہ کو جانا اور تمام ارکان و مناسک حج کو بخوبی انجام دینا۔

حج کی حکمت اور غرض و غایت

حج کی غرض و غایت "تقویٰ اور تقرب الہی ہے جب انسان اپنے نفس اور خواہشات کا گلا گھونٹ کو اللہ کی محبت اور خالص توحید کے سمندر میں غرق ہو کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق قائم کرے جسمیں اسکی مرضی اللہ کی مرضی و منشا کے تابع ہو جائے تو وہ شخص متقی و پرہیزگار بن جاتا ہے۔ پس وہ شخص حج کے مقصد کو پالیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اور جو کوئی اللہ کی نشانیوں (یعنی حج کے ارکان و مناسک) کی عزت و حرمت (کا خیال) رکھے گا یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔"

حج کا تاریخی پس منظر

حج کی فرضیت: حج کی فرضیت کا حکم ۹ھ میں نازل ہوا۔

اولین حج اور جناب ابو بکر صدیق کی قیادت: حج فرض ہونے کے پہلے سال یعنی ۹ھ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قیادت میں تین سو صحابہ اکرامؓ نے حج کی سعادت حاصل کی۔

حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں: 10ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا پہلا اور آخری حج تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کے ساتھ ادا فرمایا۔

خطبہ حجۃ الوداع: اس حج مبارک کو تاریخ میں حجۃ الوداع کہتے ہیں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوع انسانی کو وہ منشور حیات عطا فرمایا جس کو خطبہ حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ اس حجۃ الوداع کے دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمرے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں ایک حج اور دو عمرے ادا فرمائے۔

حج کی قسمیں



تمتع

حج کی تین قسمیں ہیں:

افراد قرآن

افراد

اس کے لغوی معنی اکیلا کرنا۔ کوئی کام تنہا کرنا۔ اصطلاح میں یہ وہ حج ہے کہ جس کے ساتھ عمرہ نہ کیا جائے صرف حج کا احرام باندھا جائے اور صرف حج کے مناسک ادا کیے جائیں۔

قرآن

لغوی معنی دو چیزوں کو باہم اکٹھا کرنا، جمع کرنا، اصطلاح میں حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھ کر مناسک حج و عمرہ ادا کرنا۔

تمتع

لغوی معنی کچھ وقت تک کیلئے فائدہ اٹھانا، اصطلاح میں پہلے عمرہ کا احرام باندھا جائے۔ عمرہ کے مناسک ادا کر کے احرام کھول دیا جائے۔ ۸ ذوالحجہ کو پھر حج کا احرام باندھ کر مناسک حج ادا کیے جائیں۔

حج کی فرضیت قرآن کریم کی روشنی میں

حج ہر اُس مسلمان مرد و عورت پر اللہ کی طرف سے فرض ہے جو اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

اور لوگوں پر اللہ کیلئے بیت اللہ کا حج ہے جو اس کی طرف راستہ "(ال عمران: ۹۷)" کی استطاعت رکھتا ہے حج کے ایام اور اس کا مہینہ (مہینے مقرر ہیں) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(یقیناً) حج کے مہینے معلوم (اور مقرر) ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ عمرہ سال میں ہر وقت جائز ہے لیکن حج صرف مخصوص دنوں میں ادا کیا جاتا ہے۔ اور حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ (کی رضا و خوشنودی) کے لئے پورا کرو۔

ایام حج

اس سے مراد ذوالحجہ کے وہ ایام ہیں جن میں ارکان حج اور مناسک حج ادا کیے جاتے ہیں۔

ایام حج ۸ تاریخ سے لیکر ۱۳ تک ہیں اور حج کا اصل دن ۹ ذوالحجہ ہے۔

مناسک حج

✓ احرام

✓ طواف (قدوم، زیارت، وداع)

✓ سعی

✓ استلام حجر اسود

✓ وقوف عرفہ

✓ قیام مزدلفہ

✓ رمی جمرات

✓ نحر و حلق راس

مناسک حج

احرام

میقات وہ جگہ ہے جو اس امر کے لیے مقرر کی گئی ہے جہاں سے تمام افراد احرام باندھتے ہیں۔ یہ وہی منزل ہے جو لباس کے اعتبار سے دنیا کے تمام افراد کو ایک کر دیتا ہے۔ نہ شان و شوکت ہے، نہ رعب و تمکنت۔ عجز و انکسار کے یہ سب پیکر ایک ہی لباس زیب تن کیے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ سلعے سلائے لباس اتار کر دو چادریں (ایک تہبند اور دوسری اوڑھنے کی چادر) پہن کر احرام کے دو نفل پڑھ کر "تلبیہ" پڑھے، اعتبار سے دنیا کے تمام افراد کو ایک کر دیتا ہے۔ نہ شان و شوکت ہے، نہ رعب و تمکنت۔ عجز و انکسار کے یہ سب پیکر ایک ہی لباس زیب تن کیے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ سلعے سلائے لباس اتار کر دو چادریں (ایک تہبند اور دوسری اوڑھنے کی چادر) پہن کر احرام کے دو نفل پڑھ کر "تلبیہ" پڑھے،

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تو ہی حمد کے لائق ہے، سب نعمتیں تیری ہیں اور حقیقی بادشاہت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانا طواف کہلاتا ہے۔ حج کے موقع پر جو طواف طواف: کیے جاتے ہیں وہ درج ذیل ہیں

طواف قدوم

حدود حرم میں داخل ہونے پر جو طواف کیا جائے اسے "طواف قدوم" کہتے ہیں۔

طواف زیارت



دس ذوالحجہ کو قربانی کے بعد احرام کھول کر طواف کرنے کو "طواف زیارت" کہتے ہیں۔

طواف وداع

تمام ارکان سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ سے رخصت ہوتے وقت کیے جائے جانے والے طواف کو "طواف وداع" کہتے ہیں۔

سعی

بیت اللہ کے پاس دو پہاڑیاں صفا و مروہ ہیں۔ ان کے درمیان سات چکر لگانے کو "سعی" کہتے ہیں۔ یہ عمل اور طواف زیارت عمرے کے لیے ایک اہم رکن شمار کیا جاتا ہے۔

اسود حجر استلام

حجر اسود کو چومنا عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے ہے۔ اگرچہ منے کا موقع نہ ملے توجہ کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

وقوف عرفہ

عرفات کے میدان میں ۹ ذوالحجہ کے دن قیام چاہے مختصر ہو لیکن ضروری ہے کیونکہ یہ عمل ہی اصل حج ہے۔ اگر یہ فوت ہو جائے یعنی نہ کیا جاسکے تو اس کا تدارک نہیں۔

مزدلفہ قیام

مزدلفہ میں رات بھر قیام کیا جاتا ہے نیز طلوع فجر کے بعد بھی کچھ دیر عبادت کرنا ضروری ہے۔

رمی جمرات

10 ذوالحجہ تا 12 ذوالحجہ یا 13 ذوالحجہ کے دن پتھر کے بنے ہوئے تین علامتی شیلے کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

نحر و حلق راس

منی میں قیام کے دوران 10 ذوالحجہ کے دن "رمی جمرات" کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ قربانی کے بعد سر کے بال منڈانے یا کتروانے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے۔

حج کی اہمیت و فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں ہر صاحب استطاعت کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ اس فرض کی ادائیگی کو اہمیت دے۔ اس بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

گناہوں کی معافی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور اس کے مناسک ادا کیے اور مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے

حج محتاجی دُور کرتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے اور حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے" (جامع ترمذی)

حاجی شفاعت کرے گا

حضرت ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

حج کرنے والا اپنے خاندان کے چار سو آدمیوں کے لیے شفاعت کرے گا اور اپنے گناہوں سے اس طرح نکل آتا ہے جس دن اپنی ماں کے بطن/پہیٹ سے پیدا ہوا تھا"

حاجی کی مغفرت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"حج کرنے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس کے لیے حج کرنے والا استغفار کرے گا اس کی مغفرت کی جائے گی

بلا حساب جنت میں داخلہ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "جو شخص حج یا عمرہ کیلئے روانہ ہو اور راستہ میں مر گیا۔ اس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا"

دنیا میں عافیت

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا "حضرت داؤد نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے اللہ جب تیرے بندے تیرے گھر کی زیارت کو آئیں تو انہیں کیا عطا فرمائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ

ہر زائر (زیارت کیلئے آنے والے) کا اس پر حق ہے جس کی زیارت کو جائے لہذا ان کا مجھ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں انہیں عافیت دوں گا اور جب مجھ (طہرانی) سے ملیں گے تو ان کی مغفرت کر دوں گا"

قیامت تک حج کا ثواب

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو شخص حج کیلئے روانہ ہو اور مر گیا اس کیلئے قیامت تک حج کا اجر لکھا جاتا ہے گا اور جو شخص عمرہ کیلئے روانہ ہو اور مر گیا اس کے لیے قیامت تک عمرہ کا اجر لکھا جاتا ہے گا اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے روانہ ہو اور مر گیا اسکے لیے قیامت تک غازی کا اجر لکھا جاتا (المطالب العالیہ) رہے گا"

بلا عذر حج ترک کرنے کا وبال
حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا
"جو شخص سفر خرچ اور سواری کا مالک ہو جس کے ذریعہ وہ بیت اللہ تک پہنچ سکے اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اس پر افسوس نہیں خواہ وہ یہودی
ہو کر مرے خواہ وہ نصرانی ہو کر مرے" (ترمذی)

کمزور کا جہاد
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد حج مبرور ہے" 

حج واجب ہونے کی شرائط
مسلمان پر حج کے لازم ہونے کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:
اسلام
غیر مسلم سے حج کا مطالبہ نہیں کیا جاتا کیونکہ اعمال کی قبولیت کیلئے ایمان شرط ہے۔
عقل
پاگل پر شریعت کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔
بالغ ہونا
نابالغ جب تک بالغ نہ ہو جائے مکلف نہیں ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: تین شخص مرفوع القلم ہیں مجنون افاقہ ہونے تک، سویا ہوا بیدار ہونے تک
اور نابالغ بالغ ہونے تک۔ (سنن ابی داؤد)
استطاعت
سفر خرچ اور سواری کا انتظام ہو۔

حج کے فائدے

اللہ کے احکامات میں بے شمار راز ہوتے ہیں اس لیے ہر سمجھدار عقل و شعور رکھنے والا اس سے متاثر ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی پر حج کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں حاجی کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے اور اس کی دنیا و آخرت سنور جاتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

عجز و نیاز فراموشی تجربہ بل کا ناقا

لاکھوں افراد میں ہر شخص کا اپنے آپ کو فنا کر دینا اور صرف اللہ کی مہربانی کے گن گانا۔ یہ ایک ایسا نایاب، بے بل فراموش، ناقابلِ ناقایان تجربہ ہے جو انسانوں کو شاز و نادر ہی میں میسر آتا ہے۔ انسانی روح کو زندہ کرنے والی توانائی بخشتا ہے۔ حاجی کے دل میں اللہ کا رب و جلال سا جاتا ہے۔

حج کے دلکش مناظر میں تاثیر

ساری دنیا میں حج کے دلکش مناظر کو براہ راست دکھایا جاتا ہے۔ اور اس کے نظم و ضبط اور ترتیب و تنظیم، سادگی و مساوات میں ایک ایسا حسن ہے جس سے مسلمان کے علاوہ غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور حج کا یہ سماں اپنے اندر بڑی وسعت، معنویت، مقصدیت، کشش اور جاذبیت رکھتا ہے۔

اتحاد و یگانگت کا عظیم الشان مظاہرہ

حج وہ فریضہ ہے جو پوری دنیا کی بکھری ہوئی اسلامی قوتوں کو یکجا کر دیتا ہے۔ ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں دنیا کے ہر خطہ اور تمام براعظموں سے مسلمان آتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال ہوتا ہے۔ فاصلہ سمٹتے ہیں۔ وہ سب باہمی ہمدردی کے جذبات سے لبریز ہوتے ہیں۔

فرقہ واریت کا خاتمہ

تمام مسلمان فرقہ وارانہ اختلافات بھلا کر اور رنگ و نسل، زمان و مکان، امیری و غربتی، حاکم و رعایا الغرض ہر طرح کی تفریق سے بالاتر ہو کر یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ حج کا رکن مسلمانوں کو اخوت کی کڑی میں پرو دیتا ہے۔ اور عظیم الشان ماضی کی یاد دلاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو متحد و متفق رہ کر دنیا کی قیادت کرنے کا درس دیتا ہے۔

سادگی و مساوات

آج کل 25 لاکھ سے زائد لوگ حج کے موسم میں جمع ہوتے ہیں اور وہ سادہ لباس زیب تن کرتے ہیں۔ سادی غذا کھاتے ہیں۔ اتنا بڑا اجتماع خوف خدا کا مظہر اور محبتوں کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ یہ سب ریاکاری کے بجائے بھرپور اخلاص اور للہیت کے ساتھ یہاں آتے ہیں۔ انتشار کے بجائے اتحاد ان کا

بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ وہ غرور و تکبر کے بجائے عاجزی و انکساری اور عفو و درگزر کا ایک مثالی نمونہ بن جاتے ہیں۔ حجاج کرام احرام کی دو سفید بغیر سلی ہوئی چادروں میں ملبوس ہو کر سادگی و مساوات کا عملی مظاہرہ پیش کرتے ہیں۔ امیر و غریب، ادنیٰ و اعلیٰ، کالا و گورا، حاکم و رعایا ایک جیسا لباس پہن کر بارگاہِ الہی میں حاضر ہوتے ہیں اور بار بار اس کی مہربانی کا اظہار کرتے ہیں۔



عالمگیر اخوت و محبت

حجاج کرام جغرافیائی اور مصنوعی حد بندیوں، وطنیت و قومیت سب کچھ بھلا کر وحدت و اخوت کا مثالی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اسلام میں اجتماعیت کی بہت اہمیت ہے۔ اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی دین ہے۔ اس کی شان اس کی اجتماعیت میں ہے۔ مختلف ممالک کے مسلمان امن و آشتی کے ساتھ حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ اور واپس جا کر اسی کی تعلیم اور درس دیتے ہیں۔ حج کا صرف ایک مذہبی فائدہ ہی نہیں بلکہ اس کی سیاسی، معاشرتی، تجارتی اور علمی لحاظ سے بھی بہت اہمیت ہے۔

مقامات مقدسہ کی زیارت

مقامات مقدسہ کی اہمیت کئی لحاظ سے ہے۔ انسانی تاریخ میں شعور و آگاہی کے حوالے سے ان مقامات کی مذہبی، تاریخی و تعلیمی اہمیت سے بھی کسی کو انکار نہیں مثلاً کعبۃ اللہ، مسجد الحرام، صفا و مروہ کے درمیان پہاڑیاں، میدان عرفات وغیرہ۔ کعبۃ اللہ کی حیثیت ازل سے ہے لیکن استحکام دور ابراہیمی میں ہوا جب ابراہیم اور حضرت اسماعیل از سر نو کعبۃ اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ اور اللہ کے گھر کو آباد کرتے ہیں۔ مسجد حرام کے علاوہ مکہ المکرمہ اور اس کے آس پاس بھی کئی مساجد قابل زیارت ہیں جیسے مسجد جن، مسجد مشعر الحرام، مسجد الکعبش وغیرہ یہ سب بہت ہی یادگار باتیں ہیں جن کی نظیر کہیں اور نہیں مل سکتی۔

یکسانیت

فیشن کی تراش و خراش میں لگے رہنے والا انسان اور اپنے لباس اور باتوں کی فکر رکھنے والا شخص حج کے احکام بجالاتے ہوئے ننگے سر، کہیں کنکریاں مارتا ہے، سرمندا ہے۔ دو چادریں پہنتا ہے۔ اور یہ ایسے کام ہیں جو ایک عام شخص سے لے کر اعلیٰ درجہ کے شوقین تک سب کو برابر بجالانے ہوتے ہیں تو اس سے اس کی اصلاح ہوتی ہے اس کا غرور و تکبر ٹوٹتا ہے اسے اپنی حقیقت و حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ تمام حاجی لٹھے کی دو سفید چادریں پہن کر اللہ کے حضور پیش ہو جاتے ہیں۔ وہ دنیا کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے اور مختلف زبانیں بولنے کے باوجود بھی ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں ہوتے سب کا لباس اور انداز یکساں ہوتا ہے سب کے دل و زبان پر لا الہ الا اللہ ہوتا ہے رنگ و نسل، علاقائی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ایک ساتھ عبادت کرتے ہیں سب توحید کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر اللہ کی کبریائی کا ایک ساتھ اظہار کرتے ہیں۔

عمرہ

عمرہ اسلام کی پانچ رکنوں میں سے ایک ہے، لیکن یہ حج کی طرح فرض نہیں ہے۔ عمرہ کا مطلب ہے "بیت اللہ کا قصد"۔ عمرہ کی ادائیگی کے لیے بیت اللہ شریف جانا ضروری ہے۔
عمرہ کے دو فرائض ہیں:

- احرام باندھنا: حدود حرم کے باہر سے احرام باندھنا عمرہ کا پہلا فرض ہے۔ احرام باندھنے کے لیے نیت کرنا، تلبیہ پڑھنا، اور مخصوص لباس پہننا ضروری ہے۔
- طواف کرنا: بیت اللہ کا سات چکر لگانا عمرہ کا دوسرا فرض ہے۔ طواف کرتے وقت مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ عمرہ کے کچھ واجبات بھی ہیں، جن میں صفا اور مروہ کی سعی کرنا، سر منڈوانا یا کٹوانا، اور صدقہ دینا شامل ہیں۔ عمرہ کی فضیلتیں بہت زیادہ ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:
- عمرہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔
- عمرہ گناہوں سے پاک ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔
- عمرہ تقویٰ کا باعث بنتا ہے۔
- عمرہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کا موقع فراہم کرتا ہے۔
- عمرہ کرنے کا بہترین وقت رمضان المبارک ہے۔ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے سے دو گنا ثواب ملتا ہے۔
- عمرہ کرنے کے لیے کچھ ضروری چیزیں ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:
- صحت مند ہونا: عمرہ کرنے کے لیے جسمانی طور پر صحت مند ہونا ضروری ہے۔
- تیار ہونا: عمرہ کرنے سے پہلے تمام ضروری سامان تیار کر لینا چاہیے۔
- علم حاصل کرنا: عمرہ کے احکامات اور طریقہ کار کے بارے میں علم حاصل کرنا چاہیے۔
- عمرہ ایک بہت ہی اہم عبادت ہے، جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے۔





سعی

سعی ایک ایسا عمل ہے جو حج اور عمرہ کے دوران کیا جاتا ہے۔ یہ صفا اور مروہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانے کو کہا جاتا ہے۔ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں مکہ مکرمہ میں واقع ہیں اور وہ خانہ کعبہ کے قریب ہیں۔ صفا سے مروہ تک کا فاصلہ تقریباً 400 میٹر ہے۔ سعی کا مطلب ہے "تلاش کرنا"۔ یہ عمل ہاجرہ کی یاد میں کیا جاتا ہے، جو اپنے بیٹے اسماعیل کے لیے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتی تھیں۔

سعی حج اور عمرہ کے واجبات میں سے ایک ہے۔ حج میں سعی کرنے سے پہلے طواف کرنا ضروری ہے۔ عمرہ میں سعی کرنے سے پہلے طواف اور صفا و مروہ کی دوڑنا ضروری ہے۔

سعی کے دوران مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ سعی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ صفا سے مروہ تک چلنا شروع کیا جاتا ہے، پھر مروہ سے صفا تک چل کر واپس آ جاتا ہے۔ اس طرح سات چکر مکمل ہو جاتے ہیں۔

سعی کے فضائل بہت زیادہ ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- سعی گناہوں سے پاک کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔
- سعی تقویٰ کا باعث بنتا ہے۔

- سعی مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کا درس دیتا ہے۔

سعی ایک بہت ہی اہم عبادت ہے، جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے۔

تفصیلی سوالات / جوابات

جواب صفحہ نمبر (67,69)

جواب صفحہ نمبر (68)

۱۔ حج کی اہمیت بیان کیجئے۔

۲۔ مناسک حج تحریر کریں۔

مختصر سوالات / جوابات

جواب صفحہ نمبر (75)

جواب صفحہ نمبر (72)

جواب صفحہ نمبر (74)

۱۔ سعی کیا ہے۔

۲۔ حج کے فوائد بیان کیجئے۔

۳۔ عمرہ کیا ہے؟ اس کے متعلق بتائیں۔

حصہ ج



اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطور رحمۃ للعالمین کے لغوی معنی

رحمتہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکے لغوی معنی مہربانی کرنے "الطف و کرم کرنے" اور شفقت و محبت کرنے "یعنی کل مخلوقات" "ساری کائنات" "مخلوقات عالم"۔

رحمۃ للعالمین کا مفہوم

رحمۃ للعالمین کے معنی ہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت "ساری کائنات کے لیے مہربانی اور شفقت و محبت کا پیکر" یعنی ذات رسالت مآپ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اصطلاح شریعت میں

قرآن و حدیث یعنی شریعت اسلام کی اصطلاح میں "رحمۃ للعالمین" سے مراد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم و وفّ رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کل کائنات عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں

نبی مکرم خلق مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

ترجمہ: اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے

حدیث کی روشنی میں

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

بے شک میں رحمت مجسم بن کر آیا ہوں جو اللہ کی طرف سے اہل جہاں کے لیے ایک ہدیہ (تحفہ) ہے۔

"(سنن ابی داؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود صرف مسلمانوں کے لیے رحمت نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں ہر ذی روح کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں رحمت ہی رحمت ہے چاہے وہ چرند پرند ہوں چاہے درندے چاہے سطح آب کے اوپر چاہے سطح آب کے نیچے چاہے زمین کے اوپر چاہے زمین کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے ہر جہان کے لیے باعث رحمت ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم، منتظم، سپہ سالار اور منصف ہونے کے مفہوم کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

معلم کے طور پر:

حضور نبی کریم ﷺ ایک بہترین معلم تھے۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو علم و حکمت کی بہترین تعلیم دی۔ آپ نے قرآن کریم کی تعلیم دی، احادیث نبوی بیان کیں، اور صحابہ کرام کو دینی و دنیاوی علوم سے آگاہ کیا۔ آپ کی تعلیمات سے صحابہ کرام نے اسلام کے بنیادی اصولوں کو سمجھا اور اسے دنیا بھر میں پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

منتظم کے طور پر:

حضور نبی کریم ﷺ ایک بہترین منتظم تھے۔ آپ نے ایک منظم نظام حکومت قائم کیا، جس میں تمام شعبوں کی ذمہ داریاں واضح تھیں۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو منظم طریقے سے کام کرنے کی تعلیم دی۔ آپ کی انتظامی صلاحیتوں کی بدولت اسلامی معاشرہ ایک منظم اور خوشحال معاشرہ بن گیا۔



سپہ سالار کے طور پر:

حضور نبی کریم ﷺ ایک بہادر اور ماہر سپہ سالار تھے۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو جنگی فنون میں تربیت دی۔ آپ نے اپنی قیادت میں بہت سے جنگیں لڑیں اور اسلام کو پھیلانے میں کامیاب ہوئے۔ آپ کی سپاہ سالاری کی صلاحیتوں کی بدولت اسلام ایک مضبوط قوت بن گیا۔

منصف کے طور پر:

حضور نبی کریم ﷺ ایک منصفانہ حکمران تھے۔ آپ نے ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، غریب ہو یا امیر، مرد ہو یا عورت۔ آپ نے اپنے دور میں کسی بھی قسم کا امتیاز نہیں کیا۔ آپ کی منصفانہ حکمرانی کی بدولت اسلامی معاشرہ ایک منصفانہ اور مساوی معاشرہ بن گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم، منتظم، سپہ سالار اور منصف ہونے کے مقبوضہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایک اچھے انسان اور ایک اچھے حکمران کے لیے یہ تمام خصوصیات ضروری ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت کی کون کون سی خوبیاں ہیں، اس کا اندازہ ان کے قول و عمل سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت کی چند اہم خوبیاں درج ذیل ہیں:

- علم و حکمت کی تعلیم: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو علم و حکمت کی بہترین تعلیم دی۔ آپ نے قرآن کریم کی تعلیم دی، احادیث نبوی بیان کیں، اور صحابہ کرام کو دینی و دنیاوی علوم سے آگاہ کیا۔ آپ کی تعلیمات سے صحابہ کرام نے اسلام کے بنیادی اصولوں کو سمجھا اور اسے دنیا بھر میں پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔
- عملی تربیت: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو عملی تربیت بھی دی۔ آپ نے انہیں روزمرہ کی زندگی میں اخلاقی اور دینی اقدار پر عمل کرنے کی تعلیم دی۔ آپ نے انہیں یہ بھی سکھایا کہ کس طرح دوسروں کی مدد کی جائے اور ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔

- انصاف اور مساوات : حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو انصاف اور مساوات کی تعلیم دی۔ آپ نے انہیں یہ سکھایا کہ ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا جائے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، غریب ہو یا امیر، مرد ہو یا عورت۔ آپ نے اپنی قیادت میں ایک منصفانہ اور مساوی معاشرہ قائم کیا۔
- محبت اور رحمت : حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو محبت اور رحمت کی تعلیم دی۔ آپ نے انہیں یہ سکھایا کہ دوسروں سے محبت اور رحمت کا معاملہ کیا جائے۔ آپ نے اپنے قول و عمل سے یہ ثابت کیا کہ آپ ایک رحمت للعالمین ہیں۔
- حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت کی یہ خوبیاں آج بھی ہمارے لیے ایک مشعل راہ ہیں۔ ان کی پیروی کر کے ہم ایک بہتر انسان اور ایک بہتر معاشرہ بنانے میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔
- حضور نبی کریم ﷺ ایک بہترین منتظم اور سربراہ تھے۔ آپ نے ایک منظم نظام حکومت قائم کیا، جس میں تمام شعبوں کی ذمہ داریاں واضح تھیں۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو منظم طریقے سے کام کرنے کی تعلیم دی۔ آپ کی انتظامی صلاحیتوں کی بدولت اسلامی معاشرہ ایک منظم اور خوشحال معاشرہ بن گیا۔
- حضور نبی کریم ﷺ نے بطور منتظم سربراہ مندرجہ ذیل تبدیلیاں لائیں:
- نظام حکومت کا قیام : حضور نبی کریم ﷺ نے ایک منظم نظام حکومت قائم کیا، جس میں تمام شعبوں کی ذمہ داریاں واضح تھیں۔ آپ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی، جو حکومت کے فیصلے کرنے میں آپ کی مدد کرتی تھی۔ آپ نے ایک نظام قانون بھی قائم کیا، جو معاشرے میں امن و امان کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا تھا۔
- انتظامی صلاحیتوں کی ترقی : حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو منظم طریقے سے کام کرنے کی تعلیم دی۔ آپ نے انہیں یہ سکھایا کہ کس طرح وقت کا انتظام کیا جائے، اور کس طرح کاموں کو موثر طریقے سے مکمل کیا جائے۔ آپ کی انتظامی صلاحیتوں کی بدولت صحابہ کرام نے اسلامی معاشرے کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔
- مساوات اور انصاف کا نفاذ : حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی حکومت میں مساوات اور انصاف کا نفاذ کیا۔ آپ نے ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، غریب ہو یا امیر، مرد ہو یا عورت۔ آپ کی مساوات اور انصاف کی پالیسیوں نے اسلامی معاشرے میں ایک بہتر ماحول پیدا کیا۔
- عوامی خدمت پر زور : حضور نبی کریم ﷺ نے عوامی خدمت پر زور دیا۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو یہ سکھایا کہ کس طرح دوسروں کی مدد کی جائے اور ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ آپ کی عوامی خدمت کی پالیسیوں نے اسلامی معاشرے میں ایک بہتر زندگی فراہم کی۔
- حضور نبی کریم ﷺ کی انتظامی تبدیلیوں نے اسلامی معاشرے کو ایک منظم، خوشحال، اور مساوی معاشرہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کی تبدیلیاں آج بھی دنیا بھر کے منتظمین اور سربراہوں کے لیے ایک مشعل راہ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے معاشرے کو عدل و انصاف مہیا کرنے میں بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپ نے ایک ایسا نظام قائم کیا، جس میں ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا جاتا تھا، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، غریب ہو یا امیر، مرد ہو یا عورت۔ آپ کی عدل و انصاف کی پالیسیوں نے اسلامی معاشرے میں ایک بہتر ماحول پیدا کیا۔



حضور نبی کریم ﷺ کی عدل و انصاف کے لیے کی گئی خدمات درج ذیل ہیں:

- نظام قانون کا نفاذ : حضور نبی کریم ﷺ نے ایک نظام قانون قائم کیا، جس میں ہر شخص کے حقوق کا تحفظ کیا جاتا تھا۔ آپ نے اپنی حکومت میں مساوات اور انصاف کا نفاذ کیا۔ آپ نے ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، غریب ہو یا امیر، مرد ہو یا عورت۔
 - عدالت کا نظام قائم کیا : حضور نبی کریم ﷺ نے ایک عدالت کا نظام قائم کیا، جہاں ہر شخص اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتا تھا۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو قاضی کے طور پر مقرر کیا، جو انصاف کے ساتھ فیصلے کرتے۔
 - ظلم و زیادتی کے خلاف آواز اٹھائی : حضور نبی کریم ﷺ نے ظلم و زیادتی کے خلاف آواز اٹھائی۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو بھی ظلم و زیادتی کے خلاف آواز اٹھانے کی تعلیم دی۔ آپ نے اپنی حکومت میں ہر قسم کے ظلم و زیادتی کو ختم کیا۔
 - لوگوں کو حقوق کا درس دیا : حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حقوق کا درس دیا۔ آپ نے انہیں یہ سکھایا کہ ہر شخص کو اپنے حقوق کا علم ہونا چاہیے۔ آپ نے انہیں یہ بھی سکھایا کہ ہر طرح اپنے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔
- حضور نبی کریم ﷺ کی عدل و انصاف کے لیے کی گئی خدمات آج بھی دنیا بھر کے لیے ایک مشعل راہ ہیں۔ ان کی خدمات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایک اچھے معاشرے کے لیے عدل و انصاف ضروری ہے۔



حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کچند خوبیاں

غلاموں کے لیے رحمت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کے لیے بھی رحمت ہیں۔ ایک دفعہ ایک عورت مسجد نبوی میں آگئی اور اس عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ سے کوئی کام ہے۔ کہتی ہے کہ ادھر مسجد میں نہیں ادھر اس گلی میں کام ہے۔ حضور نے اپنے نعلین بھی نہیں پہنے اور اس کی بات سننے کے لیے ننگے پاؤں مسجد نبوی سے باہر گلی میں آگئے۔ وہ عورت آپ کو گلیوں میں پھرتی رہی اور ایک جگہ جا کر اس نے حضور کو اپنی حاجت بتائی، جسے آپ نے فوری طور پر کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موٹے کنارے والی خجرائی چادر پہنی ہوئی تھی کہ اچانک صحرا میں رہنے والا بدو آ گیا۔ اس کو وہ چادر پسند آئی اور اس نے وہ چادر آپ سے کھینچ لی، جس سے آپ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں فرمایا کہ یہ تو نے کیا کیا؟

دشمنوں پر رحمت

فتح مکہ سے پہلے اہل مکہ یعنی کفار پر سخت قحط آگیا، بار بار لوگ آسمان کی طرف دیکھتے لیکن دھوئیں کے سوا انہیں کوئی نہ نہیں آ رہا۔ جب کھانے کے لیے کچھ نہیں رہا تو ہڈیاں کھانے لگے۔ انہوں نے ابوسفیان کو حضور کی بارگاہ میں بھیجا۔ ابوسفیان مدینہ جا کر عرض کرتے ہیں کہ اے محمد آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ قحط سالی سے تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس کیا لینے آئے ہو۔ ابوسفیان نے کہا کہ آپ ان کے لیے بارش کی دعا کر دیں، حضور نے اسی وقت اپنے دست اٹھائے اور اللہ نے فوری بارش عطا کر دی۔ آقا علیہ السلام نے ایک لمحہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ تم ہمارے دشمن ہو، تم نے ہمیں مکہ سے نکال دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنوں کے لیے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے، بارش آئی اور قحط سالی ختم ہو گئی۔

جانوروں کے لئے رحمت

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب رحمت جس طرح انسانوں پر برسا اسی طرح جانوروں پر بھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل جانوروں کے ذبح کرنے کے بہت سارے ظالمانہ طریقے رائج تھے نیز ان پر ضرورت سے زیادہ بوجھ لادنا بھی روزمرہ کا معمول تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جانوروں پر ہونے والے ہر طرح کے ظلم و ستم کا خاتمہ فرمایا۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ زور زور سے چلا رہا تھا جب اس نے آپ کو دیکھا تو ایک دم بلبلائے لگا اور اس کے دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے قریب جا کر اس کے سر اور کٹیٹی پر اپنا دست رحمت پھیرا تو وہ تسلی پا کر بالکل خاموش ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ان کو بلوا کر فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضہ میں دے کر تمہارا محکوم بنادیا

ہے لہذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو، تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ کام لے کر اس کو تکلیف دیتے ہو۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے لئے رحمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صنف نازک کے ساتھ بہترین سلوک اور برتاؤ کی تاکید کی، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک فرماتے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عورتوں کے ساتھ نیکی، بھلائی، بہترین برتاؤ، اچھی معاشرت کی تاکید فرمائی ہے، حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں، اور میں تم میں اپنی خواتین کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔ (ترمذی)

اور ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم ہوئے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں۔ (مسلم) اور ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور بہترین برتاؤ کو کمال ایمان کی شرط قرار دیا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ (سب کے ساتھ) اور خاص طور سے بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف و محبت کا ہو۔ (المستدرک)

تفصیلی سوالات و جوابات

جواب صفحہ نمبر (76,77)

حضور کریم ﷺ بحیثیت معلم، منتظم، سپہ سالار اور منصف ہونے کا مفہوم بتائیں

جواب صفحہ نمبر (77,78,79)

حضور کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت کی کون کون سی خوبیاں ہیں؟

مختصر سوالات و جوابات

جواب صفحہ نمبر (78)

حضور کریم ﷺ بطور منتظم سربراہ کیا تبدیلی لائے

جواب صفحہ نمبر (79)

معاشرے کو عدل و انصاف مہیا کرنے میں حضور کریم ﷺ کی خدمات بیان کیجیے۔

اخلاق و آداب

صبر اور استقامت

صبر کا معنی و مفہوم

عربی لغت میں صبر کا معنی برداشت سے کام لینے۔ خود کو کسی بات سے روکنے اور باز رکھنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں صبر کا مفہوم یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کو عقل پر غالب نہ آنے دیا جائے اور شرعی حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔ صبر کے عمل میں ارادے کی مضبوطی اور عزم کی پختگی ضروری ہے۔ بے کسی، مجبوری اور لاچاری کی حالت میں کچھ نہ کر سکرنا اور رو کر کسی تکلیف و مصیبت کو برداشت کر لینا ہر گز صبر نہیں ہے بلکہ صبر کا تانا بانا استقلال و ثابت قدمی سے قائم رہتا ہے۔ اس وصف کو قائم رکھنا ہی صبر ہے۔ مسلمان کی پوری زندگی صبر سے عبارت ہے۔

صبر کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) تم صبر سے کام لو، اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔

ترجمہ: اور تم اپنے پروردگار کے حکم پر جے رہو، کیونکہ تم ہماری نگاہوں میں ہو، اور جب تم کی تسبیح (سورہ طور: ۲۸) اٹھتے ہو، اس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کیا کرو۔

صبر کی تلقین کا حکم

ترجمہ: ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے صبر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دو بار دیا جائے گا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ برائی کو بھلائی کے ذریعے دفع کرتے ہیں اور اس عطا میں سے جو ہم نے انہیں بخشی خرچ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دیگر نیک اعمال کے مقابلہ میں صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر عطا فرمائے گا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: (محبوب میری طرف سے) فرمادیجئے: اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے جو اس دنیا میں صاحبانِ احسان ہوئے، بہترین صلہ ہے، اور اللہ کی سر زمین کشادہ ہے، بلاشبہ صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بے حساب انداز سے پورا کیا جائے گا۔



صبر کا انعام

صبر کا اجر و ثواب بے شمار ہے

ترجمہ: جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، ان کا ثواب انہیں بے حساب دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

صبر حدیث کی روشنی میں

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو صبر کی کوشش ہیں، اور کسی کو صبر سے (بخاری و مسلم) کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرماتے زیادہ وسیع تر اور بہترین بھلائی عطا نہیں کی سکتی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب میں اپنے بندے کو اس کو دو محبوب چیزوں کے ذریعے آزماتا ہوں، یعنی اس کی آنکھوں کے ذریعے۔ تو وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو میں ان دونوں کے بدلے میں اسے جنت عطا کرتا ہوں۔ (بخاری)

صبر کی قسمیں

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صبر کا مظاہرہ کرنا

اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رکاوٹ بننے والی چیزوں پر صبر کرے، (یعنی اپنے نفس کو ان میں ملوث ہونے سے بچائے رکھے) جیسے سستی و کاہلی اور راحت پسندی کے سبب نفس کے لئے نماز کی ادائیگی ناگوار محسوس ہونے لگتی ہے، اسی طرح بخل اور لالچ کے سبب زکوٰۃ کی ادائیگی گراں گذرتی ہے، اسی طرح روزہ رکھنا اس لئے شاق گذرتا ہے کہ نفس انسانی کھانے پینے کا سخت حریص ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ یعنی اطاعت باری تعالیٰ میں حائل رکاوٹوں کو برداشت کرنے کا نام صبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے بچنے میں صبر کا مظاہرہ کرنا

گناہوں کا ارتکاب کرنے سے صبر کرنا، انسان اپنے خیال میں ہر وقت گناہوں کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ جھوٹ، غیبت، چغل خوری، بہتان اس کی عادت بن چکی ہوتی ہے اور عادت فطرت کا درجہ پیدا کر لیتی ہے۔ اس کے ساتھ جب خواہش کا اضافہ ہو جاتا ہے تو شیطان کے لشکر بیک وقت حملہ آور ہو جاتے ہیں اور گناہوں میں لذت پیدا ہو جائے تو اور بھی قیامت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: اور جہنم کو شہوتوں اور خواہشات سے گھیر دیا گیا ہے۔ اس لئے نفس کی رغبت اور آمادگی شہوات کی جانب ہوتی ہے، اور وہ شہوات میں ملوث ہوتے ہیں، اگر انسان اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور شہوات سے بچنے پر صبر کا مظاہرہ کرے تو یہ اس کے لئے بہت بہتر ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تقدیر مقدر کردہ فیصلوں پر صبر کا مظاہرہ کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے، اور (کبھی) بھوک لوگ (ایسے حالات) سے، اور (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے۔ اور جو میں (صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنادو۔

صبر یہ ہے کہ غیر اللہ کے سامنے شکوے شکایت سے ہم اپنے زبان کو روکے رکھیں، دل کو ناراضگی و ناشکری اور بے صبری سے باز رکھیں، اسی طرح اعضاء و جوارح کے ذریعے چہرے نوچنے، کپڑے پھاڑنے اور اس طرح کے دیگر اعمال سے بچیں۔

مصیبت کے وقت صبر کرنا بندے کی جانب سے ثواب و بدلے کی امید کا اعتراف ہے، حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ دعا پڑھے

ترجمہ: کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ میں اپنی مصیبت کے اجر کی امید آپ کے پاس کرتی ہوں، لہذا آپ مجھے اس کا اجر عطا فرمائیے اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائیے۔



صبر کی دو اہم اقسام ہیں:

• جسمانی صبر

یہ وہ صبر ہے جو انسان کو مصائب اور پریشانیوں کے وقت برداشت کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس میں بیماری، نقصان، یا کسی عزیز کی موت جیسے حالات کا صبر شامل ہے۔

• روحانی صبر

یہ وہ صبر ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی امید پر قائم رہنے میں مدد کرتا ہے۔ اس میں گناہوں سے بچنے، طاعات و عبادات میں مشغول رہنے، اور مصائب اور پریشانیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان سمجھنے کا صبر شامل ہے۔

صبر کی کچھ اور اقسام بھی ہیں، جن میں درج ذیل شامل ہیں:

- صبر طلب: یہ وہ صبر ہے جو انسان کو اپنی حاجات اور آرزوؤں کے حصول کے لیے انتظار کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- صبر مصائب: یہ وہ صبر ہے جو انسان کو مصائب اور پریشانیوں کے وقت برداشت کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- صبر طاعت: یہ وہ صبر ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں مشغول رہنے میں مدد کرتا ہے۔
- صبر معصیت: یہ وہ صبر ہے جو انسان کو گناہوں سے بچنے میں مدد کرتا ہے۔

صبر ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو بہت سی فوائد سے نوازا کرتا ہے۔ یہ انسان کو ذہنی سکون، جسمانی صحت، اور روحانی ترقی فراہم کرتا ہے۔ صبر انسان کو اپنے عزم اور حوصلے کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے، اور اسے مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنے کی طاقت دیتا ہے۔

قرآن مجید میں صبر کی بہت سی اہمیتیں بیان کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: اور ہم تمہیں کچھ خوف، بھوک، مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔

صبر کے فوائد

صبر ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو بہت سی فوائد سے نوازا کرتا ہے۔ یہ انسان کو ذہنی سکون، جسمانی صحت، اور روحانی ترقی فراہم کرتا ہے۔ صبر انسان کو اپنے عزم اور حوصلے کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے، اور اسے مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنے کی طاقت دیتا ہے۔

صبر کے کچھ فوائد درج ذیل ہیں:

- **ذہنی سکون:** صبر انسان کو ذہنی سکون فراہم کرتا ہے۔ جب انسان کسی مشکل یا مصیبت کا سامنا کرتا ہے، تو صبر اسے پریشان ہونے سے بچاتا ہے۔ یہ اسے اپنے آپ کو قابو میں رکھنے اور مثبت سوچنے کی طاقت دیتا ہے۔
 - **جسمانی صحت:** صبر انسان کی جسمانی صحت کو بھی بہتر بناتا ہے۔ جب انسان پریشان یا غصے میں ہوتا ہے، تو اس کی جسمانی صحت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ صبر اسے پریشانی اور غصے سے بچاتا ہے، اور اس کی جسمانی صحت کو بہتر بناتا ہے۔
 - **روحانی ترقی:** صبر انسان کی روحانی ترقی میں بھی مدد کرتا ہے۔ صبر انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتا ہے، اور اسے آخرت کی امید پر قائم رکھتا ہے۔
 - **عزم اور حوصلہ:** صبر انسان کے عزم اور حوصلے کو مضبوط کرتا ہے۔ جب انسان کسی مشکل یا مصیبت کا سامنا کرتا ہے، تو صبر اسے اپنے عزم اور حوصلے کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے۔
 - **مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنے کی طاقت:** صبر انسان کو مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ یہ اسے اپنے آپ کو قابو میں رکھنے اور ان مشکلات اور مصائب کا مقابلہ کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- صبر ایک ایسا عمل ہے جسے سیکھا اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ صبر کرنے کے لیے کچھ چیزیں جو آپ کر سکتے ہیں وہ یہ ہیں:
- **اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں:** صبر کرنے کے لیے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشکلات اور مصائب سے آزمائنا ہے، اور وہ آپ کو ان مشکلات اور مصائب سے نکالنے کے لیے بھی موجود ہے۔
 - **صبر کی طاقت پر یقین رکھیں:** صبر ایک ایسی طاقت ہے جو آپ کو مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔ صبر کی طاقت پر یقین رکھیں، اور آپ ان مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔
 - **صبر کرنے کی تربیت لیں:** صبر ایک ایسا عمل ہے جسے سیکھا اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ صبر کرنے کے لیے کچھ چیزیں کریں، جیسے کہ کسی مشکل کام کو کرنے کی کوشش کرنا، یا کسی ایسی چیز کو برداشت کرنا جو آپ کو پسند نہیں ہے۔

صبر ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت میں بہت سے فوائد سے نوازتا ہے۔ صبر کرنے والے افراد اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں، اور انہیں دنیا اور آخرت میں بہت سے اجر و ثواب ملتا ہے۔

مکی زندگی میں سیدنا رسول ﷺ کے صبر

مکی زندگی میں سیدنا رسول ﷺ کے صبر کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ ان میں سے چند اہم مثالیں درج ذیل ہیں:

- دعوت الی اللہ کے لیے صبر: سیدنا رسول ﷺ نے اپنے ہم وطنوں کو اسلام کی دعوت دی، لیکن ان کا جواب ان کے ساتھ سخت سلوک اور تکلیف تھی۔ ان پر مشرکین مکہ نے طرح طرح کے مظالم ڈھائے، لیکن آپ نے ہمیشہ صبر کیا اور اپنے مشن سے دستبردار نہیں ہوئے۔
- خاندان کے ساتھ صبر: سیدنا رسول ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے کچھ قریبی ساتھیوں نے آپ کی دعوت کی حمایت کی، لیکن ان کے علاوہ اکثر لوگ آپ کی مخالفت کرتے تھے۔ آپ نے اپنے خاندان اور ساتھیوں کی طرف سے ملنے والی مشکلات کو برداشت کیا اور ہمیشہ ان کی عزت کی۔
- محرومیوں اور مشکلات کو برداشت کرنا: سیدنا رسول ﷺ نے مکی زندگی میں بہت سی مشکلات اور محرومیوں کا سامنا کیا۔ آپ کو اپنا گھر چھوڑنا پڑا، آپ کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچی، اور آپ کو اپنی زندگی کے لیے خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آپ نے ہمیشہ صبر کیا اور اللہ پر بھروسہ کیا۔



تفصیلی سوالات و جوابات

جواب صفحہ نمبر (81)

۱۔ صبر اور استقامت کی قرآن اور سیرت میں کیا اہمیت ہے؟

جواب صفحہ نمبر (83)

۲۔ صبر کی اقسام کی وضاحت کیجئے۔

جواب صفحہ نمبر (83)

۱۔ حضور کریم ﷺ نے صبر کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب صفحہ نمبر (87)

۲۔ مکی زندگی میں سیدنا رسول ﷺ کے صبر کی کون کون سی مثال ملتی ہے؟

جواب صفحہ نمبر (86)

۳۔ صبر اور استقامت کے فوائد بیان کیجئے۔

عفو و درگزر

عفو کا لغوی معنی

عفو کے معنی ہیں معاف کرنا، درگزر کرنا اور چھوڑ دینا

عفو کے اصطلاحی معنی

کسی کی غلطی پر اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے اسکو معاف کر دینا، چھوڑ دینا عفو کہلاتا ہے

عفو، صفتِ رحمانی

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ”عفو“ بھی ہے۔ جس کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ مجرم، خطاکار اور سزا و عذاب کے مستحق کو معاف کرنے والا اور اس کی نافرمانیوں، خطاؤں اور گناہوں سے درگزر کرنے والا۔ جرم، غلطی اور نافرمانی کے باوجود سخت برتاؤ کے بغیر نرمی و محبت سے پیش آنے والا۔

عفو و درگزر قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: "درگزری کو لازم پکڑ اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔"

دوسرے مقام پر متقین کی صفات حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمائیں:

غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے اچھے اخلاق والوں کو دوست رکھتا ہے۔

مزید فرمایا:

"اور تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے بہت نزدیک ہے۔"

عفو و درگزر حدیث کی روشنی میں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معاف کرنے والے کی اللہ تعالیٰ عزت بڑھا دیتے ہیں۔"

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا:

تم مخلوق پر رحم کرو اللہ تم پر رحم فرمائے گا اور تم لوگوں کو معاف کرو اللہ تمہیں معاف کرے گا۔

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ جنت میں اس کے لیے محلات تعمیر کیے جائیں اور اس کے درجات بلند کر دیے جائیں تو اسے چاہیے کہ وہ ظلم کے جواب میں عفو و درگزر سے کام لے، محروم کرنے والے کو عطا کرے اور قطع تعلقی کرنے والے سے صلہ رحمی کا سلوک کرے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، سراپا عفو و درگزر دشمنان اسلام کو معاف کر دینا

عفو و درگزر اور رحم و کرم کی اس سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام دشمنوں کو معاف فرمادیا جنہوں نے چند ماہ نہیں متواتر ۱۳ سال تک مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر عرصہ حیات تک کر رکھا۔ طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن جب مکہ فتح ہوتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں جانثار صحابہ کرام کے جلو میں حمد باری تعالیٰ کی نغمہ سرائی کرتے ہوئے سرزمین حرم میں داخل ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے بیت اللہ شریف تشریف لاتے ہیں، دو گانہ نماز ادا کرتے ہیں، اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے ہیں، صحن حرم دشمنان اسلام سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سراپا عفو و درگزر ہیں کہ آج ہمارے تمام اگلے پچھلے برے کرتوتوں کا حساب کتاب چکایا جائیگا کہ اچانک آواز بلند ہوتی ہے



اے قریش کے لوگو! تم سوچ رہے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟ تمام لوگوں نے کہا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم سے ہم کو خیر اور بھلائی کی امید ہے اس لئے کہ تم ہمارے بہترین بھائی ہو اور ہمارے شریف بھائی کے فرزند ارجمند ہو!۔ اس کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آج تم لوگوں پر کوئی لعنت و ملامت نہیں، تم لوگ آزاد ہو۔

زہر دینے والی عورت کو معاف کر دینا

خیبر کی یہودی عورت زینب بنت الحارث نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر آلود بکرے کا گوشت پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوالہ چکھ کر تھوک دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ یہ گوشت کوئی استعمال نہ کرے اس لئے کہ یہ زہر آلود ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی عورت کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا۔ جب وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی۔ اس نے جواب دیا کہ میں آزمانا چاہتی تھی کہ آپ واقعی اللہ کے نبی ہیں یا نہیں؟ اگر آپ واقعی اللہ کے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اطلاع دیدینگے اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم لوگوں کو آپ سے راحت مل جائیگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ ہار شاد فرماتے ہیں کہ اس عورت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا بھی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا اور اس کو معاف فرمادیا۔

چچا کے قاتل کو معاف کر دینا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا سیدنا حمزہؓ غزوہ احد میں نہایت جرأت و دلیری سے کفار و مشرکین کا مقابلہ کر رہے تھے۔ میدان جنگ میں جس طرف بھی رخ کرتے دشمنوں کے کشتوں کے پستے لگ جاتے۔ جبیر بن مطعم کا حبشی غلام وحشی بن حرب آزادی حاصل کرنے اور اپنے آقا کو خوش کرنے کیلئے سیدنا حمزہؓ کا تعاقب کر رہا تھا کہ اچانک اس نے پیچھے سے چھپ کر حملہ کر دیا اور نیزے سے ایسی کاری ضرب لگائی کہ حضرت حمزہؓ مین پر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا لیکن یہی وحشی جب 8 ہجری میں طائف کے ایک وفد کیساتھ مشرف بہ اسلام ہونے مدینہ منورہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے تو ارشاد فرمایا

اسے آنے دو، ایک شخص کا مسلمان ہونا میرے نزدیک ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے۔

یہ فرما کر اس کی تمام غلطیوں کو معاف کر کے اس کا اسلام قبول فرمالیتے ہیں۔ اسے نصیحت کرتے ہیں: اے وحشی! بے شک تم دائرۃ اسلام میں داخل ہو گئے ہو لیکن ممکن ہو تو میرے سامنے مت آیا کرو اس لئے کہ تم کو دیکھ کر پیارے چچا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

ہندہ کو معاف کر دینا

سید الشہداء حضرت حمزہؓ نے جنگ بدر میں ہندہ کے باپ عتبہ کو واصل جہنم کیا تھا۔ ہندہ نے اپنے باپ کا انتقام لینے کی قسم کھائی تھی۔ جنگ احد میں وہ اپنے شوہر ابوسفیان بن حرب کے ساتھ شریک تھی اور اپنے جنگجوؤں کو رمزیہ اشعار پڑھ کر ہمت اور حوصلہ بڑھا رہی تھی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ

سید الشہداء حضرت حمزہؓ نے جام شہادت نوش فرمایا ہے تو نعتوں کو تلاش کرتی ہوئی حضرت حمزہؓ کے پاس پہنچی اور انتہائی بے دردی سے ان کا پیٹ اور سینہ چاک کر کے غیظ و غضب کی حالت میں کلیجہ چبا کر نگلنے کی کوشش کرتی ہے اور خوشی میں سیدنا حمزہؓ کے قاتل وحشی ابن حرب کو اپنے گلے کا قیمتی ہار دے دیتی ہے۔ اس کا ہر عمل اس بات کا تقاضا کر رہا تھا کہ اسے سخت ترین سزا دی جائے لیکن جب وہی سنگدل ہندہ فتح مکہ کے موقع پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے تو اس کے تمام خطائوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اور دامن اسلام میں پناہ دے دی جاتی ہے۔

عفو و درگزر ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی کو اس کی غلطی پر معافی دینے اور اسے سزا دینے سے گریز کرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔ یہ ایک اعلیٰ اخلاقی اور روحانی عمل ہے، جو انسان کو بہت سی فوائد سے نوازا کرتا ہے۔

عفو و درگزر کے فوائد

عفو و درگزر کے کچھ فوائد درج ذیل ہیں:

- ذہنی سکون: عفو و درگزر انسان کو ذہنی سکون فراہم کرتا ہے۔ جب انسان کسی کو معاف کرتا ہے، تو وہ اس پر غصہ اور نفرت سے چھٹکارا پاتا ہے۔ یہ اسے اپنے آپ کو قابو میں رکھنے اور مثبت سوچنے کی طاقت دیتا ہے۔
 - جسمانی صحت: عفو و درگزر انسان کی جسمانی صحت کو بھی بہتر بناتا ہے۔ جب انسان غصے یا نفرت میں ہوتا ہے، تو اس کی جسمانی صحت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ عفو و درگزر اسے غصے اور نفرت سے بچاتا ہے، اور اس کی جسمانی صحت کو بہتر بناتا ہے۔
 - روحانی ترقی: عفو و درگزر انسان کی روحانی ترقی میں بھی مدد کرتا ہے۔ عفو و درگزر انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتا ہے، اور اسے آخرت کی امید پر قائم رکھتا ہے۔
 - تعلقات کو بہتر بناتا ہے: عفو و درگزر انسان کے تعلقات کو بہتر بناتا ہے۔ جب انسان کسی کو معاف کرتا ہے، تو وہ اپنے تعلقات میں اعتماد اور محبت کو بڑھاتا ہے۔
 - معاشرے میں امن و امان کو فروغ دیتا ہے: عفو و درگزر معاشرے میں امن و امان کو فروغ دیتا ہے۔ جب انسان کسی کو معاف کرتا ہے، تو وہ دوسروں کو بھی معاف کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔
- عفو و درگزر ایک ایسا عمل ہے جسے سیکھا اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ عفو و درگزر کرنے کے لیے کچھ چیزیں جو آپ کر سکتے ہیں وہ یہ ہیں:
- اللہ تعالیٰ کے احکامات پر غور کریں: اللہ تعالیٰ نے عفو و درگزر کو ایک اعلیٰ اخلاقی عمل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر غور کریں، اور عفو و درگزر کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

- دوسروں کے لیے رحم اور شفقت کا جذبہ پیدا کریں: عفو و درگزر کرنے کے لیے دوسروں کے لیے رحم اور شفقت کا جذبہ ضروری ہے۔ دوسروں کی غلطیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، اور ان کے لیے رحم اور شفقت کا جذبہ پیدا کریں۔
- غصے اور نفرت کو اپنے دل سے نکال دیں: عفو و درگزر کرنے کے لیے غصے اور نفرت کو اپنے دل سے نکال دینا ضروری ہے۔ غصے اور نفرت کو اپنے دل سے نکالنے کے لیے کچھ چیزیں کریں، جیسے کہ صبر کرنا، دعا کرنا، یا کسی قابل اعتماد شخص سے بات کرنا۔
- عفو و درگزر ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت میں بہت سے فوائد سے نوازا کرتا ہے۔ عفو و درگزر کرنے والے افراد اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں، اور انہیں دنیا اور آخرت میں بہت سے اجر و ثواب ملتا ہے۔
- میری نظر میں عفو و درگزر ایک بہترین اخلاقی صفت ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں انسان کسی دوسرے شخص کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ بد سلوکی نہیں کرتا۔ عفو و درگزر ایک بہت بڑا صدقہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔
- عفو و درگزر کی بہت سی اہمیتیں ہیں۔ یہ انسان کے لیے ذہنی سکون اور خوشی کا باعث بنتی ہے۔ یہ انسان کو دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی کا باعث بنتی ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

۱۔ عفو و درگزر کی اہمیت اور فضیلت بیان کیجئے۔ (88) جواب صفحہ نمبر

مختصر سوالات و جوابات

۱۔ عفو و درگزر کے فائدے بیان کیجئے۔ (91) جواب صفحہ نمبر

۲۔ حضور کریم ﷺ کے معاف کرنے کی کوئی دو مثال بیان کیجئے۔ (89,90) جواب صفحہ نمبر

۳۔ آپ کی نظر میں عفو و درگزر کی کیا حیثیت ہے۔ (92) جواب صفحہ نمبر



عدل وانصاف

معنی و مفہوم

عدل کے لغوی معنی ہیں برابر برابر تقسیم کرنا، افراط و تفریط کی درمیانی راہ اختیار کرنا اور انصاف کے لغوی معنی ہیں نصف کرنا، آدھا کرنا۔ عدل کا اصطلاحی معنی ہے۔ کہ ہر چیز کو اس کے موزوں اور مناسب مقام پر رکھنا اور جو جس برتاؤ کا مستحق ہو اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا۔ قرآن کریم نے عدل کو وسیع مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

عدل وانصاف کی اہمیت

عدل وانصاف معاشرہ کے لیے بے حد ضروری ہیں۔ اس کی حیثیت جسم میں صاف خون کی گردش کی طرح ہے۔ عدل وانصاف نہ ہو تو معاشرہ میں طرح طرح بُرائیاں جنم لیتی ہیں۔

عدل قرآن کریم کی روشنی میں

ترجمہ: "اور انصاف کرو" بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

عدل حدیث کی روشنی میں

عدل وانصاف کرنے والوں کو اللہ کے ہاں اعزاز و اکرام کی خوشخبری سناتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر۔ (صحیح مسلم) ہوں گے

عدل کی صورتیں

اللہ کے ساتھ عدل یعنی اس کی ذات و صفات، افعال و عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا شکر بجالانا۔

لوگوں کے ساتھ عدل یعنی حق دار کو اس کا حق دینا۔ خرچ میں عدل یعنی فضول خرچی اور کنجوسی دونوں کی درمیانی راہ اختیار کرے۔ لباس و چال ڈھال میں عدل یعنی میانہ روی رکھے۔

اسلام کے نظام عدل کی نمایاں خصوصیات

اسلامی نظریہ اور نظام عدل رنگ و نسل، قوم و فرد، زباں و مکاں کی قیود سے بالاتر ہے۔ عدل انسانوں کو مساوی اسلام کا نظام ی اور یکساں حیثیت دیتا ہے اور بنیادی حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔

اس نظام کی بنیاد خوفِ الہی ہے۔ اس نظام کے اصول انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں اس لیے غلطی کا کوئی امکان نہیں۔

عدل و انصاف کی اقسام

عدل و انصاف کی کئی اقسام ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

- **قانونی عدل**: یہ وہ عدل ہے جو قانون کے تحت ہوتا ہے۔ قانون کے مطابق ہر فرد کو اپنے حقوق اور فرائض کا شعور ہوتا ہے۔
- **اخلاقی عدل**: یہ وہ عدل ہے جو اخلاقیات کے مطابق ہوتا ہے۔ اخلاقیات کے مطابق ہر فرد کو دوسرے فرد کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔
- **اجتماعی عدل**: یہ وہ عدل ہے جو معاشرے میں ہوتا ہے۔ معاشرے میں ہر فرد کو برابر کے حقوق اور مواقع حاصل ہونے چاہئیں۔
- **اقتصادی عدل**: یہ وہ عدل ہے جو معیشت میں ہوتا ہے۔ معیشت میں ہر فرد کو اپنے کام کے مطابق جائز معاوضہ ملنا چاہیے۔
- **سیاسی عدل**: یہ وہ عدل ہے جو سیاست میں ہوتا ہے۔ سیاست میں ہر فرد کو اپنے ووٹ کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

ان اقسام کے علاوہ بھی عدل و انصاف کی کئی دوسری اقسام ہیں، جن میں سے ہر ایک اپنے مخصوص دائرے میں اہم ہے۔ عدل و انصاف ایک ایسا تصور ہے جو انسانی معاشرے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ عدل و انصاف کے بغیر معاشرہ میں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔ عدل و انصاف سے معاشرے میں مساوات، بھائی چارہ، اور محبت کو فروغ ملتا ہے۔

عدل و انصاف کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد اپنے فرائض کو ادا کرے اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرے۔ قانون کو بھی عدل و انصاف کے مطابق بنایا جانا چاہیے۔



عدل وانصاف کے فوائد

عدل وانصاف کے فوائد بہت زیادہ ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- معاشرے میں امن وامان کا قیام: عدل وانصاف سے معاشرے میں امن وامان قائم ہوتا ہے۔ جب لوگوں کو احساس ہو کہ ان کے ساتھ عدل وانصاف کیا جا رہا ہے، تو وہ معاشرے کے قوانین اور ضوابط کو ماننے کے لیے تیار رہتے ہیں، اور جرائم کی شرح کم ہوتی ہے۔
 - مساوات اور بھائی چارے کا فروغ: عدل وانصاف سے معاشرے میں مساوات اور بھائی چارے کو فروغ ملتا ہے۔ جب ہر فرد کو اپنے حقوق اور فرائض کا علم ہو، اور اسے احساس ہو کہ قانون کے سامنے سب برابر ہیں، تو معاشرے میں نفرت، تفرقہ، اور ناانصافی کی شرح کم ہوتی ہے۔
 - معاشی ترقی: عدل وانصاف سے معاشی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ جب لوگوں کو احساس ہو کہ ان کے ساتھ عدل وانصاف کیا جا رہا ہے، تو وہ اپنا وقت اور توانائی سرمایہ کاری اور کاروبار میں لگاتے ہیں، جس سے معاشی ترقی کو فروغ ملتا ہے۔
 - سماجی ترقی: عدل وانصاف سے سماجی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ جب لوگوں کو احساس ہو کہ ان کے ساتھ عدل وانصاف کیا جا رہا ہے، تو وہ معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ تعاون کرنے اور سماجی مسائل کو حل کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں، جس سے سماجی ترقی کو فروغ ملتا ہے۔
 - ذاتی خوشحالی اور ترقی: عدل وانصاف سے ذاتی خوشحالی اور ترقی میں مدد ملتی ہے۔ جب لوگوں کو احساس ہو کہ ان کے ساتھ عدل وانصاف کیا جا رہا ہے، تو وہ ذہنی سکون اور اطمینان حاصل کرتے ہیں، جس سے ان کی ذاتی خوشحالی اور ترقی میں مدد ملتی ہے۔
- عدل وانصاف ایک ایسا تصور ہے جو انسانی معاشرے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ عدل وانصاف کے بغیر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ ہر فرد کو عدل و انصاف کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

مساوات

pakcity.org

مساوات کا لغوی معنی

لغت میں مساوات کا معنی یکساں اور برابری کے ہیں۔

مساوات کا مفہوم

مساوات یا منصفانہ تقسیم کا اصول، اسلام کے نظام اقدار کا ایک اہم بنیادی پہلو کا حامل ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اس مساوات کے اقدار کا غلط معنی و مطلب نہ لیا جائے یا اسلامی مساوات کو آج کے موجودہ دنیوی تصورات کے ساتھ خلط ملط نہ کیا جانا چاہئے (جیسے معاشی مساوات اور آزادی نسوان کے موجودہ تصورات)۔

اسلامی مساوات کی اہمیت

مساوات کی تعلیم کا اہم مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ تمام انسانوں کو باہمی طور پر یکساں حقوق اس طرح بہم پہنچائیں جائیں کہ کسی بھی فرد کے ساتھ کسی معذوری و مجبوری، کسی نوعیت، مرد و عورت کے امتیاز یا چھوٹے بڑے کی بنیادوں پر دنیا کے کسی بھی ملک یا خطہ میں کسی قسم کا کوئی امتیاز نہ برتا جائے۔ کسی کی صورت و شکل یا زبان وغیرہ کے بجائے اسلام، فرد کو صرف اور صرف "تقویٰ" کی بنیاد پر امتیاز اور برتری کا تاج پہناتا ہے۔

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں کنبوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا، اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ دانا اور باخبر ہے۔

مساوات کی اقسام

مساوات کی دو اقسام قابل غور ہیں۔

قانونی مساوات معاشرتی مساوات

قانونی مساوات

قانونی مساوات سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص مفلس ہو یا خوشحال، کالا ہو یا گورا، عالم ہو یا جاہل قانون سے بالاتر نہیں۔ اگر اس سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے تو اس کی حیثیت اور دولت کے بناء پر کوئی رعایت نہ برتی جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں ارشاد فرمایا ہے کہ کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی کالے کو گورے اور گورے کو کالے پر سوائے تقویٰ کے۔

معاشرتی مساوات

معاشرتی مساوات کا مفہوم یہ ہے کہ اجتماعی زندگی میں کسی کو اولیت حاصل نہیں ہے بزرگی اور عظمت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ بے شک خدا کے نزدیک سب سے زیادہ تم میں عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔

اسوۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مساوات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں سب برابر تھے امیر، غریب، آقا غلام، صغیر و کبیر سب برابر تھے۔ عربی اور عجمی میں کوئی تفریق نہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایسی پچاسوں مثالیں مل جائیں گی جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا عمل ہر موقع پر مساویانہ رہا۔ حضور کا یہ طریقہ تھا کہ مجلس میں کوئی چیز تقسیم فرماتے تو دائیں جانب سے شروع کرتے بعض اوقات یہ بھی ہوتا کہ دائیں جانب عام لوگ ہوتے اور بائیں جانب معززین بیٹھتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا طریقہ کبھی بھی نہ بدلتے۔



حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مساویانہ رویہ کی مثال

غزوہ بدر میں سواریاں کم تھیں۔ تین افراد کے حصے میں ایک سواری آئی لہذا صحابی باری باری اترتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ صحابہ رضہ حاضر ہوتے اور خواہش ظاہر کرتے کہ ہم آپ کے بدلے پیدل چل لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے: نہ تم مجھ سے زیادہ پیادہ پانہ میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔ ☆ غزوہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی قیدی بن کر آئے۔ چونکہ وہ آپ سے قربت داری رکھتے تھے اس لئے صحابہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان کے فدیے کی رقم معاف کر دی جائے۔ لیکن آپ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا اور حکم دیا کہ ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔ ☆ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہوئی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دے دیا۔ یہ فیصلہ لوگوں کو گوارہ نہ تھا ان کا خیال تھا کہ اس طرح خاندان کی بدنامی ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضہ کو جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا محبت کرتے تھے سفارش کے لئے بھیجا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

اسامہ تم کیا حضور خداوندی میں سفارش کرتے ہو۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: بچھلی تو میں اسی طرح ہلاک ہوئیں جب ان میں کوئی معزز آدمی جرم کرتا تو نظر انداز کر دیتے اور جب کوئی معمولی آدمی جرم کرتا تو اس کی سزا دیتے۔ خدا کی قسم اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیئے جاتے۔

عدل اور انصاف نہ ہونے کا انجام

عدل اور انصاف نہ ہونے سے معاشرے پر بہت سے منفی اثرات پڑتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اثرات درج ذیل ہیں:

- عدم استحکام: عدل اور انصاف نہ ہونے سے معاشرے میں عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔ لوگوں کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کے حقوق محفوظ نہیں ہیں، اور وہ اپنی حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ اس سے جرائم اور بد امنی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔
- غربت اور عدم مساوات: عدل اور انصاف نہ ہونے سے معاشرے میں غربت اور عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگوں کو ان کے کام کے مناسب معاوضے نہیں ملتے ہیں، اور ان کو ان کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس سے لوگوں میں مایوسی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے، اور وہ اپنی زندگی میں بہتری کے لیے کوشش کرنے سے باز آ جاتے ہیں۔
- فساد اور کرپشن: عدل اور انصاف نہ ہونے سے معاشرے میں فساد اور کرپشن میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگ اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہیں، اور وہ اپنے ذاتی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ اس سے معاشرے میں قانون کی حکمرانی کمزور ہوتی ہے، اور لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے۔
- انسانی حقوق کی خلاف ورزی: عدل اور انصاف نہ ہونے سے معاشرے میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ لوگوں کو ان کے مذہب، عقیدے، اور جنسیت کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سے معاشرے میں کشیدگی اور عدم برداشت میں اضافہ ہوتا ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

- ۱۔ عدل اور انصاف کا مفہوم اور اہمیت بیاں کریں۔
جواب صفحہ نمبر (93)
- ۲۔ عدل اور انصاف کی اقسام بیاں کریں۔
جواب صفحہ نمبر (94)
- ۱۔ عدل اور انصاف کے فوائد بیاں کریں۔
جواب صفحہ نمبر (95)
- ۲۔ عدل اور انصاف نہ ہونے سے معاشرے پر کیا منفی اثرات پڑتے ہیں؟
جواب صفحہ نمبر (97)
- ۳۔ حضور کریم ﷺ کی زندگی سے عدل اور انصاف کی کوئی مثال دیجئے۔
جواب صفحہ نمبر (97)



اخوت (بھائی چارہ)

معنی و مفہوم

اخوت کا لفظ عربی زبان لفظ کے "آخ" سے نکلا ہے۔ اس کے معنی بھائی کے ہیں۔ اور اخوت کے معنی ہیں بھائی چارہ۔ اخوت (بھائی چارہ) کی فضا کے قیام یعنی آپس میں محبت، اور ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات اور مراسم رکھنے کی خواہش ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے اور اس کی ضرورت اور اہمیت ہمیشہ سے ہے۔ مسلمان کسی ملک میں رہتے ہوں کوئی زبان بولتے ہوں کوئی لباس پہنتے ہوں اور کسی رنگ و نسل کے ہوں۔ وہ سب ایک ہیں۔

رشتہ اخوت قرآن کی روشنی میں

اہل ایمان کو رشتہ اخوت کی اہمیت اور اس کے مقاصد و فوائد کی طرف قرآن کریم میں متوجہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ترجمہ: "یقیناً تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلاح کروادیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

رشتہ اخوت حدیث کی روشنی میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ترجمہ: "مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے جس کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بخار زدہ اور بیدار رہ کر اس تکلیف کا اظہار کرتا ہے"

عبادات میں اخوت

نماز کے لیے مسجد میں ہر روز پانچ مرتبہ اہل محلہ جمع ہوتے ہیں جہاں وہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ چہرے ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔ باہم مصافحہ کرتے ہیں۔ گفتگو سے ایک دوسرے کی خبر گیری ہوتی ہے دل ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں۔ یہ سب ایک ہی قبلہ کی طرف رخ کر کے ایک مقصد کے حصول کے لیے باہمی اتحاد و اتفاق اور اخوت کا عملی اظہار کرتے ہیں۔ حج بھی اخوت کا ایک عالمگیر ناقابل فراموش مظہر ہے۔ زکوٰۃ بھی کمزور ضرورتمند کلمہ گو سلوک اور بھائی حسن کے ساتھ محبتی چارہ کی عبادت ہے۔ اور روزہ میں بھی اخوت کے احساس کو اجاگر کرنے کی تربیت ہے کہ دوسروں کی بھوک و پیاس کو محسوس کر کے ان کے ساتھ بہتر سلوک روار کھنا جہاد مظلوم کی مدد کے لیے بھی ہوتا ہے۔ یہ بھی اخوت کا اظہار ہے کہ مسلمان جان و مال کی پرواہ کیے بغیر دوسرے بھائیوں کی مدد کرے۔

اخوت (بھائی چارہ) کے فائدے

جن خاندانوں میں باہمی میل و مروت ایک دوسرے سے ہمدردی دکھ سکھ میں تعاون ہوتا ہے ان میں ٹرسٹ اور مختلف اسکیمیں ہوتی ہیں۔ وہ اپنے خاندان کے افراد کے گھر، روزگار، شادی بیاہ، یتیموں، بیواؤں، ضعیفوں، بیماروں کو ہر ممکن تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ ایسے خاندانوں میں کمزور افراد مایوس و دل برداشتہ ہو کر زندگی نہیں گزارتے۔ اور جرائم کرنے کی طرف متوجہ ہونے سے بچے رہتے ہیں۔

بھائی چارے کے متعلق آپ ﷺ کے فرمان

بھائی چارے کے متعلق آپ ﷺ کے فرمانوں میں سے دو فرمان درج ذیل ہیں:

- " 1. مسلمانوں کا ایک دوسرے پر خون، مال اور عزت میں برادری ہے، اور مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔"
- اس فرمان میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کی ایک دوسرے پر بھائی چارے کی بنیاد بیان کی ہے۔ یہ بھائی چارہ خون، مال اور عزت میں قائم ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کریں، ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں، اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔
- " 2. جو شخص کسی مسلمان کی ضرورت کو پورا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کو قیامت کے دن پورا کرے گا۔"
- اس فرمان میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کی ایک دوسرے کی مدد کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کی ضرورت کو پورا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کو قیامت کے دن پورا کرے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔

بہت سی چیزیں ہیں جو اسلامی اخوت کے خلاف ہو سکتی ہیں۔ ان چیزوں میں سے کچھ شامل ہیں:

غیبت

گپ شپ اور افواہیں۔

حسد اور حسد

نفرت اور بغض

تکبر اور غرور

تعصب اور تعصب

تشدد اور جبر

فتنہ (تفرقہ اور اختلاف کا باعث)

کفر (اللہ پر کفر)

شرک (اللہ کے ساتھ شرک کرنا)

یہ تمام چیزیں اسلامی اخوت اور بھائی چارے کے رشتوں کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ہم سب ایک امت (کیونٹی) ہیں اور ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ احترام اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔



یہاں کچھ اضافی چیزیں ہیں جو اسلامی اخوت کے خلاف ہو سکتی ہیں:

ضرورت مندوں کی مدد نہیں کرتے

دوسروں کو معاف نہیں کرنا

وعدے توڑنا

غلط معلومات پھیلانا

بے ایمان ہونا

خود غرض ہونا

سوست ہو رہا ہوں

مغرور ہونا

گستاخ ہونا

بے عزت ہونا

تفصیلی سوالات و جوابات

جواب صفحہ نمبر (99)

۱۔ اخوت اسلامی کی اہمیت اور فوائد بیان کیجئے۔

مختصر سوالات و جوابات

جواب صفحہ نمبر (99)

۱۔ اخوت اسلامی کی لغوی معنی اور مفہوم بیان کیجئے۔

جواب صفحہ نمبر (100)

۲۔ بھائی چارے کے متعلق آپ ﷺ کے فرمانوں میں سے کوئی بھی دو فرمان لکھیے۔

جواب صفحہ نمبر (100)

۳۔ کون کون سی چیزیں اسلامی اخوت کے خلاف ہیں؟

pakcity.org



حقوق العباد

حقوق العباد سے مراد وہ حقوق ہیں جو انسان ایک دوسرے پر رکھتا ہے۔ یہ حقوق واجب الاحترام اور صیانت ہیں۔ حقوق العباد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- حقوق العباد علی اللہ، یہ وہ حقوق ہیں جو انسان اللہ تعالیٰ پر رکھتا ہے۔ جیسے کہ حق عبادت، حق اطاعت، اور حق شکر۔
- حقوق العباد علی بعضہم البعض، یہ وہ حقوق ہیں جو انسان ایک دوسرے پر رکھتا ہے۔ جیسے کہ حق زندگی، حق آزادی، حق امن، اور حق عزت۔

حقوق العباد کے کچھ اہم معنی اور مفہوم درج ذیل ہیں:

- حق زندگی، یہ حق کسی انسان کی زندگی کو محفوظ رکھنے کا ہے۔ اس میں جسمانی اور ذہنی صحت کا تحفظ بھی شامل ہے۔
 - حق آزادی، یہ حق کسی انسان کو اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا ہے۔ اس میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے، اپنے مذہبی عقائد پر عمل کرنے، اور نقل و حرکت کی آزادی شامل ہے۔
 - حق امن، یہ حق کسی انسان کو کسی بھی قسم کے نقصان سے بچانے کا ہے۔ اس میں جرائم اور تشدد سے تحفظ شامل ہے۔
 - حق عزت، یہ حق کسی انسان کو عزت و احترام سے پیش آنے کا ہے۔ اس میں مساوات اور امتیازی سلوک سے بچانے کا حق شامل ہے۔
- حقوق العباد کی اہمیت یہ ہے کہ یہ انسانوں کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور احترام کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ حقوق العباد کی پاسداری سے ایک معاشرے میں امن و امان اور خوشحالی قائم رہتی ہے۔
- حقوق العباد کی پاسداری کے لیے ہر فرد کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ حقوق العباد کی پاسداری کے لیے کچھ اقدامات درج ذیل ہیں:

- خود کو حقوق العباد سے آگاہ کرنا۔
 - دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا۔
 - حقوق العباد کی خلاف ورزی کے خلاف آواز اٹھانا۔
 - حقوق العباد کے لیے کام کرنا۔
- حقوق العباد کے کچھ اہم حقوق درج ذیل ہیں:
- حق زندگی: ہر انسان کو اپنی زندگی کو محفوظ رکھنے کا حق ہے۔ اس حق میں جسمانی اور ذہنی صحت کا تحفظ بھی شامل ہے۔
 - حق آزادی: ہر انسان کو اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا حق ہے۔ اس حق میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے، اپنے مذہبی عقائد پر عمل کرنے، اور نقل و حرکت کی آزادی شامل ہے۔
 - حق امن: ہر انسان کو کسی بھی قسم کے نقصان سے بچانے کا حق ہے۔ اس حق میں جرائم اور تشدد سے تحفظ شامل ہے۔
 - حق عزت: ہر انسان کو عزت و احترام سے پیش آنے کا حق ہے۔ اس حق میں مساوات اور امتیازی سلوک سے بچانے کا حق شامل ہے۔

- حق عدل: ہر انسان کو منصفانہ انداز میں سلوک کرنے کا حق ہے۔ اس حق میں قانون کے سامنے برابری کا حق شامل ہے۔
 - حق تعلیم: ہر انسان کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔ اس حق میں بنیادی تعلیم حاصل کرنے کا حق شامل ہے۔
 - حق صحت: ہر انسان کو صحت کی دیکھ بھال حاصل کرنے کا حق ہے۔ اس حق میں بنیادی طبی سہولیات تک رسائی کا حق شامل ہے۔
 - حق کام: ہر انسان کو کام کرنے اور اپنے اور اپنے خاندان کے لیے جائز طریقے سے پیسہ کمانے کا حق ہے۔
 - حق رہائش: ہر انسان کو ایک مناسب رہائش حاصل کرنے کا حق ہے۔ اس حق میں بنیادی رہائشی سہولیات تک رسائی کا حق شامل ہے۔
 - حق ماحول: ہر انسان کو ایک پاکیزہ اور صحت مندماحول میں رہنے کا حق ہے۔
- حقوق العباد ایک ایسی بنیاد ہیں جو انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور احترام کرنے کے لیے ترغیب دیتی ہیں۔ حقوق العباد کی پاسداری سے ایک معاشرے میں امن و امان اور خوشحالی قائم رہتی ہے۔

مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق کی پاسداری سے ایک مسلم معاشرے میں امن و امان اور خوشحالی قائم رہتی ہے۔



یہاں مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق کی کچھ مخصوص مثالیں درج ذیل ہیں:

- ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ حسن سلوک کرے گا۔
 - ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مدد کرے گا۔
 - ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دھوکہ نہیں دے گا۔
 - ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت کرے گا۔
 - ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آئے گا۔
- مسلمانوں کو ان حقوق کی پاسداری کے لیے اپنی پوری کوشش کرنی چاہیے۔
- اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں متعدد آیات ہیں جو غیر مسلموں کے حقوق کا تذکرہ کرتی ہیں۔ ان آیات میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- "دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔" (البقرہ: 256)
 - "اللہ نے کسی شخص پر اس کے مذہب پر جبر نہیں کیا ہے۔" (الکھف: 29)
 - "ہر قوم کو اس کی اپنی روش ہے۔" (الروم: 30)
 - "اگر وہ تمہارے ساتھ صلح کر لیں اور تمہارے ساتھ ہاتھ باندھ لیں تو ان کے ساتھ ایمانداری سے برتاؤ کرو۔" (الأنفال: 61)
- ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور ان کے حقوق کا احترام کیا جانا چاہیے۔
- اسلامی تاریخ میں بھی غیر مسلموں کے ساتھ ہمیشہ احترام کا معاملہ کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دور میں غیر مسلموں کو اپنے حقوق دیے اور ان کے ساتھ ہمیشہ اچھے سلوک کیا۔

اسلامی قانون میں بھی غیر مسلموں کے حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق، غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی آزادی حاصل ہے، ان پر زبردستی اسلام قبول کرنے کا کوئی دباؤ نہیں ڈالا جاسکتا، ان کو اپنی عبادت گاہوں کی حفاظت کا حق حاصل ہے، اور ان کو اپنی زندگی، مال اور عزت کا تحفظ حاصل ہے۔

اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- مذہبی آزادی: غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی آزادی حاصل ہے، ان پر زبردستی اسلام قبول کرنے کا کوئی دباؤ نہیں ڈالا جاسکتا۔
 - مالی اور جانی تحفظ: غیر مسلموں کو اپنے مال اور جانی تحفظ کا حق حاصل ہے، ان کے ساتھ زیادتی نہیں کی جاسکتی۔
 - عدل و انصاف: غیر مسلموں کو عدل و انصاف کا حق حاصل ہے، ان کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جاسکتا۔
 - سیاسی حقوق: غیر مسلموں کو سیاسی حقوق حاصل ہیں، وہ حکومت میں حصہ لے سکتے ہیں اور اپنے نمائندے منتخب کر سکتے ہیں۔
- اسلامی تعلیمات کے مطابق، مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ ہمیشہ احترام اور رواداری کا معاملہ کرنا چاہیے۔ غیر مسلموں کے حقوق کا احترام کرنا ایک مسلمان کا فرض ہے۔

حقوق العباد کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی فوائد درج ذیل ہیں:

سیاسی فوائد

- جمہوریت اور قانون کی بالادستی کو فروغ دیتا ہے۔ جب تمام افراد کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب، نسل، یا جنس سے تعلق رکھتے ہوں، تو یہ ایک جمہوری معاشرے کی بنیاد بناتا ہے۔ جمہوریت میں، تمام افراد کو اپنی رائے کا اظہار کرنے اور حکومت میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے، چاہے وہ حکومت میں ہوں یا نہیں۔
- عدم استحکام اور تشدد کو کم کرتا ہے۔ جب افراد کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے، تو وہ محفوظ اور مطمئن محسوس کرتے ہیں۔ یہ عدم استحکام اور تشدد کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ جب تمام افراد کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے، تو یہ معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ یہ مختلف پس منظر کے لوگوں کو مل کر کام کرنے اور ایک ساتھ رہنے میں مدد کرتا ہے۔

معاشی فوائد

- معاشی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔ جب تمام افراد کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے، تو وہ اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح سے استعمال کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ معاشی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔
- غربت کو کم کرتا ہے۔ جب تمام افراد کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے، تو وہ تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، اور روزگار تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ غربت کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- برابری کو فروغ دیتا ہے۔ حقوق العباد تمام افراد کو مساوی حقوق دیتا ہے۔ یہ برابری کو فروغ دیتا ہے اور معاشرے میں عدم مساوات کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

معاشرتی فوائد

- امن اور سلامتی کو فروغ دیتا ہے۔ جب تمام افراد کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے، تو وہ محفوظ اور مطمئن محسوس کرتے ہیں۔ یہ امن اور سلامتی کو فروغ دیتا ہے۔
 - معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ حقوق العباد مختلف پس منظر کے لوگوں کو مل کر کام کرنے اور ایک ساتھ رہنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔
 - معاشرے میں رواداری کو فروغ دیتا ہے۔ حقوق العباد لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ احترام اور رواداری سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ معاشرے میں رواداری کو فروغ دیتا ہے۔
- حقوق العباد ایک ایسا تصور ہے جو تمام افراد کے لیے مساوی اور انصاف کے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا تصور ہے جو جمہوریت، قانون کی بالادستی، اور امن و سلامتی کو فروغ دیتا ہے۔



۱۔ حقوق العباد کا مفہوم اور اہمیت بیان کیجئے۔ جواب صفحہ نمبر (102)

۲۔ حقوق العباد کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی فوائد لکھیے۔ جواب صفحہ نمبر (104)

مختصر سوالات و جوابات

۱۔ مسلمانوں کے باہمی حقوق کیا ہے؟ جواب صفحہ نمبر (103)

۲۔ مسلمانوں پر غیر مسلم کے کیا حقوق ہیں؟ جواب صفحہ نمبر (104)

۳۔ حقوق کی ادائی کے فائدے کیا ہیں؟ جواب صفحہ نمبر (104)



عورتوں کے حقوق

اسلام میں خواتین کے حقوق بہت اہم ہیں اور انھیں مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں۔ اسلام میں خواتین کو تعلیم حاصل کرنے، کام کرنے، جائیداد رکھنے، شادی کرنے اور طلاق لینے کا حق حاصل ہے۔

اسلام میں خواتین کو اپنے شوہروں کی اطاعت کرنا چاہیے، لیکن انھیں شوہروں سے بھی عزت اور احترام ملنا چاہیے۔

اسلام میں خواتین کو اپنے بچوں کی پرورش کرنا چاہیے، لیکن انھیں شوہروں کی مدد بھی کرنی چاہیے۔

اسلام میں خواتین کو معاشرے کا اہم حصہ سمجھا جاتا ہے اور ان کی خدمات کو سراہا جاتا ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق

اسلام میں خواتین کے حقوق کی کچھ اہم مثالیں یہ ہیں:

- **تعلیم کا حق:** اسلام میں خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے خاندانوں کو آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، اس پر سخت گیر اور رحم نہ کرنے والے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی حکم پر اس کی باتوں کی پابندی کرتے ہیں۔" (التحریم 6)
- **کام کرنے کا حق:** اسلام میں خواتین کو کام کرنے کا حق حاصل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اللہ کے عطا کردہ رزق میں سے کھاؤ اور پیو اور اس میں بے جا زیادتی نہ کرو، کیونکہ وہ بے جا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (الاعراف 31)

• **جائیداد کا حق:** اسلام میں خواتین کو جائیداد کا حق حاصل ہے۔

• **قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:**

"اور اللہ کے لیے اس کے لیے جو آپ نے اپنی بیویوں کو دیا ہے، اس کا نصف ہے اور جو آپ کے پاس بچے ہیں، اس کا بھی نصف ہے، اگر آپ کے پاس صرف ایک بیوی ہو اور آپ کے پاس کوئی بچہ نہ ہو۔ پھر اگر آپ کے پاس دو یا اس سے زیادہ بیویاں ہیں، تو جو آپ نے اپنی بیویوں کو دیا ہے، اس کا ایک چوتھا حصہ ہے، آپ کے بچوں کے لیے۔ اللہ اس سے خوب جانتا ہے جو آپ کرتے ہیں۔" (النساء 12)

• **شادی کا حق:** اسلام میں خواتین کو شادی کا حق حاصل ہے۔

• **قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:**

"اور جو لوگ اپنی استطاعت کے مطابق شادی کرنے کے قابل نہ ہوں، ان کے لیے اللہ کی طرف سے پاکیزہ عورتوں میں سے اپنے پاس مال کے بدلے نکاح کرنے کی اجازت ہے، اور زنانہ کریں۔ اور جو شخص اپنی استطاعت کے مطابق شادی کرنے کے قابل نہ ہو، تو وہ بھی اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے، یہاں تک کہ اللہ اسے اپنے فضل سے روزی دے۔" (النور 32)

• **طلاق کا حق:** اسلام میں خواتین کو طلاق کا حق حاصل ہے۔

• **قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:**

"اور اگر آپ اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہتے ہیں، تو ایک مقررہ عرصہ تک طلاق دیں۔ اور طلاق کے وقت گواہ رکھیں۔ اور اللہ کے خوف سے گواہی دینے سے نہ گھبرائیں۔ یہ اللہ کے نزدیک انصاف کا حکم ہے۔" (البقرہ 228)

اسلام میں خواتین کو اپنے شوہروں کی اطاعت کرنا چاہیے، لیکن انھیں شوہروں سے بھی عزت اور احترام ملنا چاہیے۔ اسلام میں خواتین کو اپنے بچوں کی پرورش کرنا چاہیے، لیکن انھیں شوہروں کی مدد بھی کرنی چاہیے۔ اسلام میں خواتین کو معاشرے کا اہم حصہ سمجھا جاتا ہے اور ان کی خدمات کو سراہا جاتا ہے۔

اسلام میں خواتین کے حقوق کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، جیسے کہ خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کا حق نہیں ہے، یا خواتین کو کام کرنے کا حق نہیں ہے۔ یہ غلط فہمیاں اسلام کے حقیقی تعلیمات کے خلاف ہیں۔



عورتوں کے حقوق

اسلام میں خواتین کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں اور وہ معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں۔

عورتوں کے حقوق وہ حقوق ہیں جو تمام خواتین کو انسانیت کی حیثیت سے حاصل ہیں۔

ان حقوق میں شامل ہیں:

- زندگی کا حق: تمام خواتین کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب، نسل، یا جنس سے تعلق رکھتی ہوں۔
- مساوی حقوق: تمام خواتین کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں، بشمول تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، اور روزگار کے مواقع تک رسائی۔
- تحفظ کا حق: تمام خواتین کو تشدد، استحصال، اور امتیازی سلوک سے تحفظ حاصل ہے۔
- خود مختاری کا حق: تمام خواتین کو اپنے جسم اور اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلے کرنے کا حق حاصل ہے۔
- عورتوں کے حقوق کی تاریخ طویل اور پیچیدہ ہے۔ صدیوں سے، خواتین کو مردوں سے کمتر سمجھا گیا ہے اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا گیا ہے۔ تاہم، حالیہ دہائیوں میں، عورتوں کے حقوق کے لیے ایک عالمی تحریک نے زور پکڑا ہے۔ اس تحریک نے عورتوں کو اپنے حقوق کے لیے لڑنے اور اپنی زندگیوں میں تبدیلی لانے میں مدد کی ہے۔

عورتوں کے حقوق کے لیے کچھ اہم کامیاں درج ذیل ہیں:

- عالمی سطح پر عورتوں کی تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال میں اضافہ ہوا ہے۔
- دنیا بھر میں خواتین کو ووٹ کا حق دیا گیا ہے۔
- کئی ممالک نے خواتین کے لیے تشدد سے تحفظ کے قوانین بنائے ہیں۔
- خواتین کو کاروبار اور سیاست میں زیادہ مواقع حاصل ہو رہے ہیں۔
- تاہم، عورتوں کے حقوق کے لیے اب بھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا بھر میں خواتین کو اب بھی امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ انہیں تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، اور روزگار کے مواقع تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ انہیں تشدد، استحصال، اور جنسی زیادتی کا بھی سامنا ہے۔

عورتوں کے حقوق کے لیے کام کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ آپ عورتوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیموں کو عطیہ دے سکتے ہیں۔ آپ عورتوں کے حقوق کے بارے میں آگاہی پھیلانے کے لیے کام کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے ملک میں عورتوں کے حقوق کے لیے قانون سازی کی حمایت کر سکتے ہیں۔

عورتوں کے حقوق ایک اہم انسانی حقوق کا معاملہ ہے۔ تمام خواتین کو ان حقوق کا احترام اور تحفظ حاصل ہونا چاہیے۔
تفصیلی سوالات و جوابات

۱۔ اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق دیے ہیں؟ وضاحت کیجئے۔ جواب صفحہ نمبر (106)

۲۔ روزمرہ زندگی میں عورتوں کے حقوق کی ادائی کے بارے میں لکھیے۔ جواب صفحہ نمبر (107)

مختصر سوالات و جوابات

۱۔ اسلام سے پہلے عورتوں کی کیا حیثیت تھی؟

اسلام سے پہلے، خواتین کی حالت بہت خراب تھی۔ انہیں بہت کم حقوق حاصل تھے اور ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا تھا۔ انہیں صرف مردوں کی ملکیت سمجھا جاتا تھا اور ان کے پاس اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی تھی۔ انہیں اپنے والدین، بھائیوں، شوہروں اور بیٹوں کی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ انہیں جائیداد کا کوئی حق نہیں تھا اور انہیں وراثت میں بھی کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ انہیں طلاق کا کوئی حق نہیں تھا اور اگر ان کا شوہر انہیں طلاق دیتا تھا تو وہ اپنے بچوں کے ساتھ بھی نہیں رہ سکتی تھیں۔ انہیں تعلیم حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں تھا اور انہیں گھر سے باہر نکلنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔

۲۔ حضور کریم ﷺ کا عورتوں کے ساتھ کیسا رویہ تھا؟

حضور نبی اکرم ﷺ کا عورتوں کے ساتھ بہت اچھا رویہ تھا۔ آپ ﷺ نے خواتین کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے حقوق کا تحفظ کیا۔ آپ ﷺ نے خواتین کو تعلیم حاصل کرنے، کام کرنے اور معاشرے میں اپنا کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خواتین کو جائیداد کا حق دیا، ان کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کیا اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک کرنے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو طلاق کا حق دیا، انہیں اپنے بچوں کی پرورش کا حق دیا اور انہیں گھر سے باہر نکلنے کی بھی اجازت دی۔

۳۔ عورتوں کی کفالت کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

اسلام میں عورتوں کی کفالت کے کئی طریقے ہیں:

- شوہر کی کفالت : ایک عورت کی کفالت کا بنیادی طریقہ اس کا شوہر ہے۔ شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کی ضروریات کو پورا کرے، بشمول کھانا، کپڑا، رہائش اور طبی علاج۔

- والدین کی کفالت : اگر عورت کی شادی نہیں ہوئی ہے یا اس کا شوہر فوت ہو گیا ہے تو اس کی کفالت اس کے والدین کرتے ہیں۔ والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی ضروریات کو پورا کریں۔

- بھائیوں کی کفالت : اگر عورت کے والدین فوت ہو گئے ہیں تو اس کی کفالت اس کے بھائی کرتے ہیں۔ بھائیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی بہن کی ضروریات کو پورا کریں۔

- دولت کی کفالت : اگر کسی عورت کی کوئی کفالت کرنے والا نہیں ہے تو اس کی کفالت حکومت کر سکتی ہے۔ حکومت کو ان خواتین کی مدد کرنی چاہیے جو غربت اور ناداری کی وجہ سے اپنی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں۔



www.pakcity.org



مسلمانوں کا باہمی اتحاد

باہمی اتحاد کا مفہوم ہے دو یا دو سے زیادہ لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ اس میں مشترکہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مل کر کام کرنا اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا شامل ہے۔

باہمی اتحاد کی کئی اقسام ہیں، جن میں شامل ہیں:

- ذاتی اتحاد: یہ دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان ایک ذاتی تعلق کی بنیاد پر اتحاد ہے۔ یہ تعلق محبت، دوستی، یا کسی مشترکہ مقصد پر مبنی ہو سکتا ہے۔
- معاشرتی اتحاد: یہ ایک معاشرے کے اندر مختلف افراد اور گروہوں کے درمیان اتحاد ہے۔ یہ اتحاد مشترکہ اقدار، روایات، یا مفادات پر مبنی ہو سکتا ہے۔
- بین الاقوامی اتحاد: یہ مختلف ممالک کے درمیان اتحاد ہے۔ یہ اتحاد مشترکہ مقاصد، جیسے کہ امن، استحکام، یا ترقی کو فروغ دینے کے لیے ہو سکتا ہے۔

باہمی اتحاد کے بہت سے فوائد ہیں، جن میں شامل ہیں:

- مشترکہ مقاصد کو حاصل کرنا: باہمی اتحاد مشترکہ مقاصد کو حاصل کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہوتے ہیں، تو وہ ایک دوسرے کی مدد کر کے زیادہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔
- معاشرے کو مضبوط بنانا: باہمی اتحاد معاشرے کو مضبوط بنا سکتا ہے۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہوتے ہیں، تو وہ ایک دوسرے کے حقوق اور مفادات کی حفاظت کر سکتے ہیں۔
- دنیا میں امن اور استحکام کو فروغ دینا: باہمی اتحاد دنیا میں امن اور استحکام کو فروغ دے سکتا ہے۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہوتے ہیں، تو وہ دنیا میں ظلم اور نا انصافی کے خلاف لڑ سکتے ہیں۔

باہمی اتحاد کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات کیے جاسکتے ہیں، جن میں شامل ہیں:

- تعلیم اور آگاہی: لوگوں کو باہمی اتحاد کی اہمیت کے بارے میں تعلیم اور آگاہی فراہم کی جاسکتی ہے۔
- تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دینا: لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور ہم آہنگی کے لیے ترغیب دی جاسکتی ہے۔
- مشترکہ مقاصد کے لیے مل کر کام کرنا: لوگوں کو مشترکہ مقاصد کے لیے مل کر کام کرنے کے لیے ترغیب دی جاسکتی ہے۔

مسلمانوں کا باہمی اتحاد ایک اہم اسلامی تعلیم ہے جس کی قرآن مجید اور احادیث میں تاکید کی گئی ہے۔

اسلام میں مسلمانوں کو ایک برادری کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے بہت سے فوائد ہیں، جن میں شامل ہیں:

- مسلم دنیا میں امن اور استحکام:

مسلمانوں کا اتحاد دنیا میں امن اور استحکام کو فروغ دے سکتا ہے۔ جب مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہوتے ہیں، تو وہ دنیا میں ظلم اور ناانصافی کے خلاف لڑنے کے قابل ہوتے ہیں۔

• مسلموں کی طاقت اور اثر و رسوخ میں اضافہ

مسلمانوں کا اتحاد ان کی طاقت اور اثر و رسوخ میں اضافہ کر سکتا ہے۔ جب مسلمان متحد ہوتے ہیں، تو وہ اپنے حقوق اور مفادات کے لیے لڑنے کے قابل ہوتے ہیں۔

• مسلموں کی شناخت اور وقار میں اضافہ

مسلمانوں کا اتحاد ان کی شناخت اور وقار میں اضافہ کر سکتا ہے۔ جب مسلمان متحد ہوتے ہیں، تو وہ دنیا میں ایک مضبوط اور متحد برادری کے طور پر سامنے آتے ہیں۔



مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات کیے جاسکتے ہیں، جن میں شامل ہیں:

• اسلامی تعلیمات کو عام کرنا

مسلمانوں کو اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے، خاص طور پر اتحاد کی تعلیمات۔ اس سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہونے اور ایک دوسرے کے حقوق اور مفادات کی حفاظت کرنے کی ترغیب ملے گی۔

• مسلموں کے درمیان تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دینا

مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس سے مسلمانوں کے درمیان اعتماد اور تعلقات کو مضبوط بنانے میں مدد ملے گی۔

• مسلم دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مل کر کام کرنا

مسلمانوں کو مسلم دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے مسلمانوں کی ایک مضبوط برادری کو تشکیل دینے میں مدد ملے گی۔

مسلمانوں کا باہمی اتحاد ایک اہم اسلامی تعلیم ہے جو دنیا میں امن، استحکام اور انصاف کو فروغ دینے میں مدد کر سکتی ہے۔

روزمرہ زندگی میں مسلمانوں کے باہمی تعلق

روزمرہ زندگی میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو اسلام نے ایک خاص اہمیت دی ہے۔ اسلام میں مسلمانوں کو ایک برادری کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

روزمرہ زندگی میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی اہمیت کو قرآن مجید اور احادیث میں کئی مقامات پر واضح کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور ایمان والو! اللہ کی محبت اور رسول کی محبت میں سے ایک کو بھی نہ رکھو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے روکتا ہے، تو وہ یقیناً ہلاکت میں پڑ گیا ہے۔"

"اور مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس آپ دو بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ ظلم نہ کرو۔"

احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی اہمیت کو اس طرح بیان فرمایا:

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس کی جان، مال اور عزت کا احترام کرتا ہے۔"

"مسلمانوں کے درمیان وہی تعلق ہے جیسا کہ ایک جسم کا ہوتا ہے۔ اگر جسم کے کسی حصے کو تکلیف ہوتی ہے، تو پورا جسم اس کی وجہ سے بے چین ہو جاتا ہے۔"

روزمرہ زندگی میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات کیے جاسکتے ہیں، جن میں شامل ہیں:

- اسلامی تعلیمات کو عام کرنا
- مسلمانوں کو اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے، خاص طور پر اتحاد اور بھائی چارے کی تعلیمات۔ اس سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کرنے کی ترغیب ملے گی۔
- مسلم برادری کو مضبوط بنانا
- مسلمانوں کو اپنی برادری کو مضبوط بنانے کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں مسلمانوں کے درمیان تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دینا شامل ہے۔
- مسلم دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مل کر کام کرنا
- مسلمانوں کو مسلم دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے مسلمانوں کی ایک مضبوط برادری کو تشکیل دینے میں مدد ملے گی۔
- روزمرہ زندگی میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو فروغ دینے سے اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے، مسلم برادری کو مضبوط بنانے، اور مسلم دنیا کے مسائل کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔
- مسلمانوں کے اتحاد کی دو بنیادی صورتیں ہیں:
- عقیدے کی بنیاد پر اتحاد
- یہ اتحاد اسلام کے مشترکہ عقائد اور اصولوں پر مبنی ہے۔ اس اتحاد میں تمام مسلمان، چاہے وہ کسی بھی نسل، قومیت، یا علاقے سے ہوں، شامل ہوتے ہیں۔
- عمل کی بنیاد پر اتحاد
- یہ اتحاد مسلمانوں کے مشترکہ مقاصد اور عمل پر مبنی ہے۔ اس اتحاد میں مسلمان مل کر دنیا میں عدل، مساوات، اور بھائی چارے کو فروغ دینے کے لیے کام کرتے ہیں۔
- مسلمانوں کے اتحاد کی کچھ مخصوص صورتیں درج ذیل ہیں:

- مسجدوں اور دینی مدارس میں اتحاد
- مسجدیں اور دینی مدارس مسلمانوں کو ایک دوسرے سے ملنے، اپنے عقیدے اور ثقافت کو شیئر کرنے، اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں۔
- اسلامی تنظیموں اور اداروں میں اتحاد
- اسلامی تنظیمیں اور ادارے مسلمانوں کو مختلف شعبوں میں مشترکہ مقاصد کے لیے مل کر کام کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں۔
- عالمی مسلم برادری میں اتحاد
- عالمی مسلم برادری میں اتحاد مسلمانوں کو دنیا بھر میں مشترکہ مقاصد کے لیے مل کر کام کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ مسلمانوں کے اتحاد کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات کیے جاسکتے ہیں، جن میں شامل ہیں:
- اسلامی تعلیمات کو عام کرنا
- مسلمانوں کو اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے، خاص طور پر اتحاد اور بھائی چارے کی تعلیمات۔ اس سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کرنے کی ترغیب ملے گی۔
- مسلم برادری کو مضبوط بنانا
- مسلمانوں کو اپنی برادری کو مضبوط بنانے کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں مسلمانوں کے درمیان تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دینا شامل ہے۔
- مسلم دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مل کر کام کرنا
- مسلمانوں کو مسلم دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے مسلمانوں کی ایک مضبوط برادری کو تشکیل دینے میں مدد ملے گی۔
- مسلمانوں کے اتحاد سے اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے، مسلم برادری کو مضبوط بنانے، اور مسلم دنیا کے مسائل کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔

تفصیلی سوالات و جوابات

جواب صفحہ نمبر ۱۳۶ (110)

جواب صفحہ نمبر ۱۳۷ (111)

۱۔ باہمی اتحاد کا مفہوم اور اہمیت بیان کیجئے۔

۲۔ روزمرہ زندگی میں مسلمانوں کے تعلق باہمی اتحاد کو بیان کیجئے۔

مختصر سوالات و جوابات

۱۔ اتحاد کے فائدے بیان کیجئے۔

جواب صفحہ نمبر (110,111)



۲۔ اسلام، اتحاد اور اتفاق کیوں سکھاتا ہے؟

جواب صفحہ نمبر (112)

۳۔ مسلمانوں کے اتحاد کی کیا صورتیں ہیں؟

جواب صفحہ نمبر (113)

www.pakcity.org

